ملفوظات وإفادات

شیخ المشائخ حضرت مولانا محمد عبد الغفار قدس اللہ سرہ

جمع وترتیب

مفتی احسان الحق

فاضل ومتخصص فی علوم الحدیث

جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی

مكتبة الحسنى
0332-2177075

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب:۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ملفوظات و اِفادات حضرت مولانا محمد عبدالغفارؒ

جمع وترتیب:۔۔۔۔۔۔۔۔مفتی اِحسان الحق (فاضل ومتخصص جامعہ بنوری ٹاؤن)

سن اِشاعت:۔۔۔۔۔۔۔۔

تعداد اِشاعت:۔۔۔۔۔۔۔

اسٹاکسٹ

مکتبۃ الحسنیٰ

گذارش

اس کتاب کی کمپوزنگ ، پروف ریڈنگ میں حتی الامکان یہ کوشش کی گئی ہے کہ شرح اغلاط کم سے کم ہو،جن احباب کوکوئی فنی یا تکنیکی مشورہ دینا ہوتومرتب کتاب کی ای میل : ehsanulhaq009@gmail.com پرمیل کردیں۔شکریہ

فہرست

انتساب

میں اپنی اس کاوش کو

شیخ المشائخ حضرت مولانا محمد عبد الغفار قدس اللہ سرہ

اور ان کے

تمام مشائخ قدس اللہ أسرارھم

کے نام کرتا ہوں۔

اور اللہ پاک کی بارگاہ میں دست بدعا ہوں کہ اللہ پاک ان سب حضرات کو اعلی علیین میں جگہ عطا فرمائے۔ قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب فرمائے اور ساقیٔ کوثر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست اقدس سے جام کوثر پینا نصیب فرمائے۔ آمین

اے اللہ! ان بزرگان دین کے طفیل ہمیں، ہمارے اعزہ، اقربا، دوست احباب، متعلقین، محبین کو شریعت مطہرہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، سنت مبارکہ پر چلنا ہمارے لئے آسان فرما۔ اور عافیت کے ساتھ موت کے وقت کلمہ شہادت پڑھنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین ثم آمین۔ بجاہ سید الاولین والآخرین والحمد للہ رب العالمین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کچھ یادیں کچھ باتیں

الحمد للہ علی اِحسانہ کہ اس نے ملفوظات واِفادات شیخ المشائخ حضرت مولانا محمد عبدالغفار قدس اللہ سرہ، کے جمع وترتیب کی توفیق عطا فرمائی۔

موصوف قدس اللہ سرہ دارالعلوم کبیر والا کے فاضل تھے،تقریبا دس سال مختلف جگہوں پر تدریس کی تھی،اس کے بعد حضرت صوفی محمد اِقبال قدس اللہ سرہ کے اِرشاد پر تدریسی سلسلہ موقوف کرکے،خانقاہی سلسلہ شروع کیا اور کبیر والا ہی میں خانقاہ کی بنیاد ڈالی ،اکابر کی طرح ہرسال رمضان کے مہینہ میں نفلی اعتکاف کی ترتیب بنائی،راقم الحروف نے بھی اپنی استطاعت کے مطابق چندسال اس میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔

موصوف قدس اللہ سرہ کوچوں کہ ہمارے باباجی حضرت مولانا قاضی عبدالعزیز کاشمیری قدس اللہ سرہ (فاضل دیوبند) سے اِجازت وخلافت کاشرف حاصل تھااس لئے موصوف کی راقم الحروف پرعنایات بھی بہت زیادہ تھیں۔

جب بھی موصوف قدس اللہ سرہ سے ملاقات ہوتی توکافی وقت عنایت فرماتے اور بوقت الوداع دوبارہ ملاقات کب ہوگی؟(۱) کے الفاظ تو ابھی تک کانوں میں گونجتے محسوس ہورہے ہیں۔

انداز بھی ایسا ہوتا تھا کہ سامنے والے پرکوئی چیز لازم بھی نہ ہواور اگر اسے خود ملاقات کاشوق ہوتواسے ملاقات میں دقت بھی نہ ہو،اس بات کااندازہ ذیل کے واقعہ سے کیاجاسکتاہے:

---

۱) خصوصا یہ الفاظ موصوف قدس اللہ سرہ اس وقت ضرور اِرشادفرماتے تھے کہ جب راقم دل ہی دل میں سوچتا تھا کہ بس ملاقات ہوگئی کافی ہے،اب اپنے کام نمٹاؤں گا۔

مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفا وتعظیما میں موصوف قدس اللہ سرہ سے ملاقات ہوئی، موصوف قدس اللہ سرہ کا تو وہاں مستقل قیام تھا اور راقم الحروف وہاں صرف نو(۹) دن کا مہمان تھا، موصوف قدس اللہ سرہ نے ملاقات کے وقت ہی بتلادیا کہ مغرب سے عشا میں یہاں بیٹھتا ہوں اور فجر کی نماز سے اِشراق تک میں وہاں بیٹھتا ہوں۔ اِشارہ یہی تھا کہ ملاقات کی ترتیب یہیں ممکن ہوگی، بس پھر راقم نے ان نو(۹) دنوں کو قیمتی بناتے ہوئے موصوف قدس اللہ سرہ کے مقررہ وقتوں میں انہیں کے ساتھ گذارے۔

بات چل نکلی تو کچھ باتیں مزید یاد آگئیں، سوچا انہیں بھی قید تحریر میں لے آؤں تا کہ مرور زمانہ سے دماغ کے کارخانہ سے یکسر محو نہ ہوجائیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد گرامی کی قبر:

موصوف قدس اللہ سرہ نے ہمیں مسجد نبوی علی صاحبہا الصلاۃ والتسلیمات بھی دکھلائی اور جگہ جگہ بتلاتے تھے کہ پہلے یہاں یہ تھا اب یہ ہے، یہاں تک کہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد گرامی کی قبر کا بھی بتایا کہ پہلے یہاں تھی مسجد نبوی زادھا اللہ شرفا وتعظیما کی توسیع کے وقت چاروں طرف سے مکمل قبر اٹھا کر جنت البقیع میں رکھ دی، اور اس وقت ایک عجیب وغریب قسم کی خوشبو آرہی تھی۔

اسی طرح مسجد نبوی علی صاحبہا الصلاۃ والتسلیمات کے قریب میوزیم کی سیر بھی کرائی۔

جنت البقیع میں حاضری:

اسی طرح جنت البقیع میں بھی لے گئے اور بغیر اِشارہ کئے بتلاتے جاتے کہ وہ قبر فلاں بزرگ کی ہے وہ فلاں بزرگ کی ہے وہ فلاں صحابی کی ہے وہ فلاں صحابی کی ہے۔

اسی طرح معتمرین کے لئے ایک مسئلہ واپسی پر کھجوریں لینے کا بھی ہوتا ہے، باقاعدہ ہمیں لے کر گئے اور کھجور کی مختلف اقسام کا بتائیں اور سوادا طے کرایا۔ اس موقع پر موصوف قدس اللہ سرہ کے صاحب زادہ زید مجدہ بھی ہم راہ تھے۔

موصوف کی کراچی آمد اور راقم الحروف پر عنایات :

موصوف قدس اللہ سرہ جب کراچی تشریف لاتے تو جہاں دعوت دی جاتی ،تو راقم الحروف کو بھی ساتھ لے جاتے ،الا یہ کہ راقم کوئی عذر کرتا۔

اسی طرح جب کراچی سے باہر کوئی سفر ہوتا تو موصوف قدس اللہ سرہ راقم الحروف کے لئے بھی گاڑی میں جگہ بنواتے ،اِلا یہ کہ راقم خود ہی راہ فرار اختیار کرنے کی کوشش کرتا۔

اور کسی خاص جگہ مہمان ہوتے تو اپنے ساتھ مخصوص نشست پر اکثر بٹھاتے (جیسا کہ ایک صاحب نے اپنے مضمون میں یہ بات ذکر کی ہے اور شاید صلوا علیہ وآلہ میں چھپ بھی گئی ہوگی)

سلسلہ شاذلیہ کے شیخ کی آمد اور موصوفؒ کا حکم :

کچھ عرصہ قبل سلسلہ شاذلیہ کے ایک شیخ پاکستان تشریف لائے تو حضرت نے کسی کے ذریعہ پیغام بھیجوایا کہ مولوی اِحسان کو کہو کہ جا کر سلسلہ شاذلیہ سیکھ لے۔

۱) جن مولوی صاحب نے پیغام دیا تھا وہ خود میرے نزدیک معتبر آدمی نہیں تھے۔(کیوں کہ وہ صاحب اپنے مفادات کی خاطر بہت جھوٹ بولتے ہیں ،راقم کو ان کے جھوٹے ہونے کا بہت تجربہ ہے)اور موصوفؒ اس وقت شاید مدینہ منورہ میں ہی مقیم تھے اس لئے تصدیق بھی نہ کرسکا ،اور

۲) انہیں پیغامبر کے ساتھ سفر کرنا تھا۔اور چوں کہ ان کے ساتھ پہلے کئی سفر کر چکا تھا ،اور سفر میں ان کی حرکات کا مجھے اندازہ تھا اسی لئے معذرت کر لی۔

پاکستان تشریف لانے پر موصوف قدس اللہ سرہ نے راقم اِرشاد فرمایا کہ: ان کے پاس جانے کا کہا تھا آپ گئے نہیں۔تو راقم نے ظاہری عذر یہ بتایا کہ حضرت! کمر کے درد کی وجہ سے سفر کرنے سے معذور تھا۔اسی طرح دو مرتبہ بلوچستان کے سفر کا بھی موصوف نے فرمایا مگر بعض

اعذار کی وجہ سے راقم نے معذرت کردی۔

موصوف قدس اللہ سرہ کی کسر نفسی :

موصوف قدس اللہ سرہ سے جب بھی رابطہ ہوتا تو راقم سے پوچھتے کہ: کوئی نئے بزرگ ملے ہیں؟ کوئی نئے شیخ ملے ہیں؟ کوئی نئی کتاب تصوف کے حوالے سے نظر سے گذری ہیں؟

موصوف قدس اللہ سرہ کا اِرادۂ بیعت :

سفر سندھ کے دوران موصوف قدس اللہ سرہ کا حضرت مولانا جمال الدین جمالی زید مجدہ سے بیعت کا اِرادہ ہوا، مگر بیعت کی صورت نہ بنی ، راقم الحروف موصوف قدس اللہ سرہ کے ساتھ ہی موجود تھا۔

موصوف قدس اللہ سرہ کی سلسلہ نقشبندیہ وشاذلیہ میں بیعت :

راقم الحروف نے اپنے استاذ محترم کا ایک مرتبہ ذکر کیا کہ انہیں سلسلہ شاذلیہ میں شام کے ایک بزرگ سے خلافت ہے اور وہ خود حضرت مولانا محمد یوسف بنوری قدس اللہ سرہ کے شاگرد بھی ہیں۔(یہ بات غالباً ۲۲/ ۲۳ مارچ ۲۰۱۹ کو ہوئی تھی)۔

فروری ۲۰۲۰ کو موصوف قدس اللہ سرہ جب کراچی تشریف رکھتے تھے ایک دن راقم الحروف کے استاذ محترم زید مجدہ کے پاس تشریف لے گئے اور سلسلہ نقشبندیہ وشاذلیہ میں بیعت ہو گئے ، استاذ محترم نے انہیں صرف سلسلہ شاذلیہ میں خلافت دی ، خلافت کے تقریباً ۱۵/ ۲۰ روز بعد موصوف قدس اللہ سرہ کا مدینہ منورہ میں انتقال ہوا اور وہیں مدفون ہیں۔(۱)

عجیب اتفاق :

موصوف قدس اللہ سرہ نے پہلی بیعت شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا قدس اللہ سرہ

---

۱) موصوف قدس اللہ سرہ کی زندگی میں ہی ان کے سلسلے کے بعض لوگوں نے استاذ محترم مولانا محمد اُمیر علوی زید مجدہ سے رجوع کر کے بیعت توبہ کی اور سلسلہ نقشبندیہ وشاذلیہ میں داخل ہوئے۔

سے کی تھی جو کہ جنت البقیع میں مدفون ہیں، اسی طرح حضرت صوفی محمد اِقبال قدس اللہ سرہ بھی جنت البقیع میں مدفون ہیں۔ اسی طرح آخری بیعت جو موصوف نے کی، اس میں سلسلہ شاذلیہ کے شام کے بزرگ یعنی جنہوں نے شام میں استاد محترم حضرت مولانا محمد اُمیر علوی زید مجدہ کو خلافت دی تھی وہ بھی جنت البقیع میں ہی مدفون ہیں۔

زیرِ نظر کتابچہ کی ترتیب:

قصہ مختصر زیرِ نظر کتابچہ کو راقم الحروف نے دو حصوں میں تقسیم کیا ہے:

ایک حصہ تو ان ملفوظات کا ہے جنہیں راقم الحروف نے موصوف قدس اللہ سرہ کی مختلف مجالس میں خود سنا ہے۔

اور دوسرا حصہ ان اِفادات کا ہے جو موصوف قدس اللہ سرہ کے بیانات سے ماخوذ ہے، وہ بیانات راقم الحروف نے خود سنے ہیں۔

فی الوقت اتنا ہی کچھ حاضر خدمت ہے اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو اِن شاء اللہ العزیز موصوف قدس اللہ سرہ پر کئے ہوئے اس کام کو مزید پھیلایا جائے گا۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ اللہ پاک اس کتابچہ کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت سے نواز کر لوگوں کے راہ راست پر آنے کا ذریعہ بنائیں اور موصوف قدس اللہ سرہ کے رفع درجات کا باعث بنائیں۔ آمین۔ ہمیں بھی ان ملفوظات وإفادات کی قدردانی کرتے ہوئے عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

اور ہمیں بھی جنت البقیع میں دفن ہونا نصیب فرمائے۔ آمین۔

۱۶/ جون/ ۲۰۲۰۔ یوم الثلاثاء

حصہ اول : ملفوظات

بیعت کے وقت ہدیہ اور اکابر کا اصول :

ایک شخص نے بیعت کے بعد حضرتؒ کو ہدیہ پیش کیا تو حضرتؒ نے فرمایا:

بیعت سے پہلے اور بیعت کرانے کے بعد ہمارے اکابرین ہدایا وصول نہیں کرتے تھے کیوں کہ یہ بیعت یعنی توبہ کرانے کا معاوضہ بن جاتا ہے تو لہذا میں اپنے اکابر کی سنت پر چلتے ہوئے یہ وصول نہیں کروں گا۔

ہدیہ کب دیا جائے :

ایک بار حضرتؒ سے ایک ملاقات کے بعد دوسری ملاقات کے وقت ہدیہ پیش کیا تو حضرتؒ نے فرمایا کہ: جب پہلی ملاقات ہوتی ہے ہدیہ اسی وقت دیا جاتا ہے۔

ہدیہ شیخ کے ہاتھ میں دیا جائے :

ایک ساتھی حضرتؒ کے لئے ہدیہ لائے اور ایک طرف رکھ کر حضرت سے ملاقات کی، اس کے بعد حضرت سے کہا: آپ کے لئے ہدیہ لایا ہوں۔فرمایا: کہاں ہے؟ انہوں نے کہا: وہاں رکھا ہے۔تو حضرتؒ نے فرمایا کہ: میں نہیں لوں گا، اس لئے کہ تم نے تو یہ بھی گوارا نہیں کیا کہ ہدیہ لاکر میرے ہاتھ میں دے دو۔(پھر بعد از معافی تلافی کے حضرتؒ نے قبول کیا)۔

روحانی ترقی کا مدار :

ایک بار فرمایا کہ: ہمارے سلسلے میں ترقی کا دارومدار کثرتِ درود شریف پر ہے۔

ایک موقع پر اس بات کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا:

جب کسی سلسلے میں قطب الاقطاب آتا ہے تو اس سلسلے میں کچھ تجدید ہوتی ہے تو حضرت

شیخ (مولانا محمد زکریاؒ) قطب الاقطاب تھے، جن کا پچیس سال تک دنیا میں کوئی معاصر نہ تھا اور پانچ سال قطب الاقطاب رہے ہیں تو ان کے سلسلے میں جب تک دوسرا قطب الاقطاب نہ آئے روحانی ترقی کا دارومدار کثرتِ درود شریف پر ہوگا، لہذا کثرت سے درود شریف پڑھا کریں۔

شیخ کو جس رتبے کا سمجھو اسی طرح کا فیض ملے گا:

ایک موقع پر حضرتؒ نے فرمایا کہ: جو مرید اپنے شیخ کو جس رتبے کا سمجھے اس کو اسی رتبے کا فیض ملتا ہے ، جو اپنے پیر کو قطب الاقطاب سمجھتا ہے اسے قطب الاقاب کا فیض ملتا ہے۔۔۔مگر یہ بات ہے کہ جو مرید اپنے پیر کو جتنا بھی بڑا ولی سمجھے مگر وہ دوسروں پر یہ لازم نہ کرے کہ میرے پیر کو تم بھی وہ سمجھو جو میں سمجھتا ہوں۔

ایک موقع پر احباب کا اصرار تھا کہ مجلس میں نعت ہوا کرے تو ارشاد فرمایا کہ: پہلے وقتوں میں جب سماع ہوا کرتا تھا تو شیخ مریدین کے قلوب کی طرف متوجہ رہتا تھا۔آج کے زمانے میں ایسا نہیں ہوتا۔

نقشبندی اور ذکر خفی:

فرمایا کہ: نقشبندیوں میں سب سے پہلے ذکر خفی حضرت بہاء الدین نقشبندی نے کیا تھا، اس سے پہلے ذکر جہری ہوا کرتا تھا۔

پہلے وقت کے مرشد زیادہ بیانات نہیں کرتے تھے:

ایک موقع پر ارشاد فرمایا کہ: پہلے وقتوں میں مرشد بیان زیادہ نہیں کرتے تھے، مجلس ہوتی تھی اور تمام مریدین بمع شیخ کے چپ بیٹھے ہوتے تھے اور شیخ تمام مریدین کے قلوب کی طرف متوجہ ہوا کرتا تھا اور سب کے امراض قلبی کا علاج کیا کرتا تھا۔ پھر فرمایا کہ: یہی طریقہ صحیح ہے وجہ یہ ہے کہ اگر کسی بندے میں تکبر ہے تو کون سا تکبر ہے؟ حسب نسب کا ہے، جاہ و مال

کا ہے وغیرہ وغیرہ۔ایک آدمی کے دل کا تکبر دوسرے سے مختلف ہوتا ہے۔

منٹوں میں اصلاح:

ایک موقع پر (حضرتؒ کے خلوہ میں) ایک ساتھی نے عرض کی: حضرت میں چاہتا ہوں کہ میری منٹوں میں اصلاح ہوجائے اور ساتھ میں یہ کہتے ہوئے چٹکی بھی بجائی۔تو حضرت نے فرمایا: جس جسم کو تم نے بیس پچیس سال خراب کیا ہے اس کی منٹوں میں اصلاح کیسے ہوسکتی ہے۔اس ساتھی نے کہا کہ: حضرت پہلے کہ بزرگ تو سینے سے لگا کر کمالِ مرتبت تک پہنچا دیتے تھے۔۔۔تو حضرت نے فرمایا کہ: وہ ایسے لوگوں کو پہنچانتے تھے جو ظاہری طور پر بھی انسان ہوتے تھے اور باطنی طور پر بھی، ان کو گلے لگا کر صرف تھوڑی سی حرکت دینی ہوتی تھی۔آپ اپنے کو باطنی طور پر انسان بنالو پھر دیکھنا۔

ستر (۷۰) ہزار کے مجمع پر توجہ:

ایک موقع پر فرمایا کہ: اگر صحیح چشتی شیخ ہو اور ستر (۷۰) ہزار کا مجمع ہو تو وہ سب کو توجہ دے سکتا ہے۔

جسمانی خدمت:

میں جسمانی خدمت ٹانگیں وغیرہ دبوانا پسند نہیں کرتا تھا مگر حضرت صوفی صاحب قدس سرہ نے فرمایا کہ: دبانے دیا کرو اس سے آپ کے متعلقین کو فائدہ ہوگا۔

فراڈی پیر:

ایک مرتبہ مجھے حضرت صوفی صاحب قدس سرہ نے فرمایا کہ لوگ مجھ جیسے فراڈی پیر سے بیعت ہوتے ہیں آپ کا کیا خیال ہے؟

میں نے کہا کہ: حضرت! فراڈی کیسے؟

انہوں نے فرمایا کہ: حضرت شیخ الحدیث صاحب قدس سرہ فجر کے بعد مدینہ منورہ

(زادھا اللہ شرفاوتعظیما) میں ذکر کرتے ، میں دو چار ضربیں لگا کر کھسک جاتا۔

میں نے پوچھا کہ حضرت کہاں جاتے تھے؟

انہوں نے فرمایا کہ: گلی کوچوں میں چکر لگاتا تھا۔

میں نے پوچھا کہ حضرت گلی کوچوں میں چکر کیوں لگاتے تھے؟

توفرمایا کہ: حضرت شیخ الحدیث نواللہ مرقدہ کے مہمانوں کے لئے ناشتہ کا انتظام کرتا تھا۔

تومیں نے کہا کہ: یہ کام تواس سے بہتر تھااور زیادہ فائدہ مند۔

حاسدین کی شکایات :

میرے بہت سی شکایتیں حاسدین حضرت صوفی صاحب علیہ الرحمہ کولگاتے تھے میں کبھی صفائی پیش نہیں کرتا تھا۔ایک مرتبہ کسی نے کہا کہ حضرت! عبدالغفار کہتا ہے کہ وہ صرف اللہ سے ڈرتا ہے آپ سے نہیں ڈرتا۔حضرت صوفی صاحب علیہ الرحمہ بہت ناراض ہوئے مگر میں نے کوئی صفائی پیش نہیں کی، پھر کچھ عرصہ بعد صوفی صاحب علیہ الرحمہ نے خود فرمایا کہ: انہوں نے حسد کی وجہ سے شکایت لگائی تھی۔

حضرت صوفی صاحبؒ کا کشف :

حضرت صوفی صاحب نوراللہ مرقدہ کوکشف بہت ہوتا تھا۔میں نے ایک لڑکے کو دارالعلوم کبیر والا میں داخل کرایا حضرت صوفی صاحبؒ شوال میں آئے ہوئے تھے۔حضرتؒ نے اس لڑکے کودیکھ کر کہا کہ: اس کو یہاں سے نکال دو، مجھے اس لڑکے سے فتنہ کی بوآرہی ہے ۔میں نے اس کوکہیں اور بھیج دیا۔پھر کچھ عرصہ بعد ایک اور مولوی صاحب اس لڑکے کوواپس لے آئے اس لڑکے نے انہی مولوی صاحب کے خلاف محاذ کھڑا کر دیا اور اسٹرائیک کرادی جس کی وجہ سے مدرسہ والوں کوسالانہ امتحان ایک مہینہ پہلے لینا پڑا۔

قلب صنوبری اور دل جاری رکھنے کا مطلب :

ایک مرتبہ ذکرِ خفی پر کلام کرتے ہوئے حضرت نے فرمایا کہ: دل کے اندر قلب صنوبری ہوتا ہے وہ ہر وقت جاری رہتا ہے اس کو جاری رکھنے کے لئے ذکرِ خفی کرتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ جاری کرنے کا مطلب یعنی ظاہر کرنے کے لئے ہوتا ہے۔ کیوں کہ جسم میں چاہیئے وہ جسم مسلمان کا ہو یا کافر کا چھ جگہ ہر وقت ذکر ہوتا رہتا ہے۔

لطائف کے نام نقش بندیہ نے رکھے ہیں :

ایک مرتبہ فرمایا کہ: یہ خفی، اخفیٰ، نفس، روح وغیرہ کی اصطلاحات نقشبندیہ نے وضع کی ہیں، چشتی بھی ایسا ہی کرتے ہیں مگر اصطلاح کے بغیر، پھر حضرتؒ نے انتہائی شفقت کا مظاہرہ فرماتے ہوئے چشتیہ کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ یہ پانچ طریقے ہوئے اور فرمایا کہ جب یہ پانچ جاری ہو جاتے ہیں تو لطیفہ نفس خود بخود جاری ہو جاتا ہے۔

شیخ کو عروج ونزول دونوں کیفیت میں آنا چاہیئے :

ایک مرتبہ مزاح فرماتے ہوئے اِرشاد فرمایا کہ:

شیخ اگر ہر وقت کیفیت عروج میں رہے تو اس سے کوئی فائدہ حاصل نہیں کرسکتا، اس کو نزول میں آنا چاہیئے تا کہ لوگ استفادہ کرسکیں۔

پھر فرمایا کہ: حضور ﷺ کی شان یہ تھی کہ وہ کبھی عروج کی کیفیت میں ہوتے تھے او رکبھی نزول کی، عروج کی کیفیت ناز والی ہوتی جیسے بدر میں کہا: اے اللہ آج اگر یہ تین سو تیرہ مارے گئے تو پھر اس زمین پر تیرا نام لینے والا نہ رہے گا۔ اور نزول والی کیفیت میں صحابہ کرامؓ سے ہنسی مذاق کیا کرتے تھے۔

تم پیدائشی صوفی ہو :

حضرت صوفی صاحب علیہ الرحمہ مجھ سے اکثر تصوف کے متعلق سوالات کرتے تھے

اور میرے جوابات سن کر پنجابی کا ایک لفظ فرماتے جس کا مطلب تھا کہ تم پیدائشی صوفی ہو۔

وحدۃ الوجود کی آسان تعبیر:

حضرت صوفی صاحب علیہ الرحمہ سے کسی نے وحدۃ الوجود کا مسئلہ پوچھا اتنے میں میں (حضرتؒ) بھی آ گیا انہوں نے وہ سوال میرے سامنے دہرا دیا۔ حضرت فرماتے ہیں میں نے کہا کہ: قرآن مجید کی آیت انا اللہ وانا الیہ راجعون سے بھی وحدۃ الوجود ثابت ہوتا ہے اور پھر اس کی دلنشین تشریح فرمائی۔

اگر وحدۃ الوجود کی کیفیت طاری ہو:

وحدۃ الوجود کی کیفیت جس پر طاری ہو اور وہ اس کیفیت کو ضبط نہ کر سکے تو انا الحق کہتا ہے۔

حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہ پر بھی یہ کیفیت طاری ہوتی تھی اور وہ اس کیفیت میں اپنے بستر سے کافی اوپر (ایک گز یا ایک بالشت فرمایا) اٹھ جاتے مگر کبھی منہ سے کوئی بات نہیں نکلی۔

خانقاہ میں زور سے ذکر:

گلگت کے ایک مولوی صاحب نے سوال کیا کہ حضرت! اگر میں خانقاہ میں زور سے ذکر کروں تو کوئی حرج تو نہیں؟ حضرت نے فرمایا کہ نہیں جتنا زور سے کر سکتے ہو کرو۔

گنگوہ کی خانقاہ میں ذکر جہر:

پھر فرمایا کہ: گنگوہ کی خانقاہ میں جب ذکر ہوتا تو میلوں دور آواز سنائی دیتی تھی اور ہم بھی جب پہلے ذکر کرتے تو کافی دور دور تک آواز جاتی تھی۔

ایک بزرگ کا کشف:

ایک بزرگ یہاں خانقاہ تشریف لائے تھے اور فرمایا کہ: ذکر اس خانقاہ کی در و دیوار

سے نظر آتا ہے۔

جس نے تصوف میں سوال کیا:

ایک مرتبہ سرّ دلبراں کتاب پڑھانے کے بعد فرمایا کہ: کسی کو سوال کرنا ہو تو کرو۔

پھر خود ہی فرمایا کہ: جس نے علم میں سوال نہیں کیا اسے علم نہیں آتا اور جس نے تصوف میں سوال کیا اس کو تصوف نہیں آتا کیوں کہ سوال میں بھی ایک گونہ اعتراض ہوتا ہے۔

استقامت کیسے حاصل ہو:

کسی نے پوچھا کہ: استقامت کیسے حاصل کی جائے؟

تو حضرتؒ نے جواب دیا کہ:

بھلیا دل نو کے سمجھانا

ادھروں پٹ کے ادھروں لانا

سر دلبراں کتاب شروع کرانے کے بعد حضرتؒ نے ایک مولوی صاحب سے پوچھا کہ: سمجھ آتی ہے؟

انہوں نے کہا کہ: حضرت! بس اسی طرح تشریحات کرتے رہا کریں اچھا لگتا ہے۔

حضرت نے فرمایا کہ: پھر درسا درسا نہ پڑھادوں؟ پھر فرمایا کہ چند کتابیں فیض شیخ وغیرہ میں نے حضرت صوفی صاحبؒ سے درسا درسا پڑھی ہیں۔

حضرت صوفی صاحبؒ کی خدمت:

میں نے انیس (۱۹) سال حضرت صوفی صاحب علیہ الرحمہ کی صحبت اٹھائی ہے اور دس سال رمضان ان کے ہاں گذارا ہے۔

نفل اعتکاف میں تین تین بار غسل:

فرمایا کہ: ہم نے جون کا مہینہ بھی اعتکاف میں حضرت صوفی صاحبؒ کے ہاں گذارا

ہے،ہم جمعہ کے دن سنت کی وجہ سے غسل کرتے تھے اور آپ روزانہ تین تین بار غسل کرتے ہیں۔

روزانہ دس پاروں کی تلاوت :

حضرت صوفی صاحبؒ کے ہاں میں خدمت کرنے کے باوجود دن میں دس سپارے تلاوت کرتا تھا۔

حضرتؒ کا کمال تقوی :

میں نورالایضاح پڑھتا تھا کسی نے مجھ سے مسئلہ پوچھا کہ :جو شخص تراویح نہیں پڑھتا کیا وہ وتر میں شریک ہوسکتا ہے؟

میں نے جواب دیا۔پھر تقریبا کافی سفر کرکے(حضرت نے سفر کی مقدار بتائی تھی جو میں بھول گیا ہوں) یاد آیا کہ مسئلہ غلط بتایا ہے واپس جا کر اسے مسئلہ درست بتایا اور پھر کتاب میں دیکھ کر اپنی تشفی کر لی۔

حضرت صوفی صاحبؒ کا سوال تیمم کب فرض ہوتا ہے :

میں ہدایہ پڑھتا تھا تو ایک مرتبہ حضرت صوفی صاحب علیہ الرحمہ نے سوال کیا کہ تیمم کب فرض ہوتا ہے ؟ ایک ہی لفظ میں جواب دینا۔میں نے کہا جب پانی پر قدرت نہ ہو۔فرمایا کیسے؟ حضرت جی فرماتے ہیں میں نے چند مثالیں دیں۔پھر حضرت صوفی صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ: جب میں دیوبند گیا تھا مولانا اعزاز علی صاحبؒ کو امتحان دینا تھا حضرت نے فرمایا کہ: میں کہاں کتاب دیکھتا پھروں،بس یہی بتا دے کہ تیمم کب فرض ہوتا ہے۔

حضرت صوفی صاحبؒ کا فرمان : میں تو اپنی تحریر نہیں پڑھ سکتا :

بسا اوقات شیخ کہہ کسی کو رہا ہوتا ہے اور سنا کسی اور کو رہا ہوتا ہے جس طرح ساس بیٹی کو کہتی ہے اور سناتی بہو کو ہے اسی طرح ایک مرتبہ میں حضرت صوفی صاحب کی مجلس میں آیا

توحضرت نے مجھ سے فرمایا کہ: میں تو اپنی تحریر بھی نہیں پڑھ سکتا تو یہاں کیوں آتے ہو چلے جاؤ یہاں سے۔ میں حیران ہوا کہ حضرت کیا فرمارہے ہیں تو حضرت حافظ صغیر صاحبؒ نے فرمایا کہ: کہ آپ کور ہے ہیں سنا کسی اور کو رہے ہیں۔

اپنے عیب لکھ لیا کرو:

حضرت سے ایک مولوی صاحب نے سوال کیا کہ: جب اپنے گاؤں میں ہوتا ہوں تو اپنے کو سراپا عیوب پاتا ہوں، خانقاہ آکر اصلاح کا دل چاہتا ہے مگر یہاں آنے کے بعد کوئی عیب یاد ہی نہیں رہتا۔ حضرت نے جواب دیا کہ: لکھ لیا کرو۔

ذکر کا طریقہ:

ذکر میں ضرب، جہر، تصور اور دمادم کے ساتھ جسے شد و مد بھی کہتے ہیں وقفہ کیا کرو۔ اگر وقفہ نہیں کروگے تو صرف ذکر کرنے کا ثواب ملے گا اور اس بارہ تسبیح سے جو مقصود ہے وہ حاصل نہ ہوگا۔

بارہ تسبیح کے ذکر کا اثر:

جو بارہ تسبیح کا ذکر بغیر ناغہ کئے کرتا ہے اس پر یہ سحر، تعویذات وغیرہ اثر نہیں کرتے۔ جنات تو اس کے پاس آنے سے بھی ڈرتے ہیں۔

معمولات کی پابندی:

آج کل سحر، تعویذات وغیرہ عام ہوگئے ہیں جس کی وجہ سے معمولات کا کرنا ضروری ہوگیا ہے۔

نماز فجر اور سنتوں کے درمیان کا ایک مجرب عمل:

فجر کی نماز اور سنتوں کے درمیان اکتالیس بار الحمدللہ، بسم اللہ سے ملا کر پڑھے۔ یہ بہت مجرب ہے اور بہت سے اعمال سے کفایت کرتا ہے۔

دلائل الخیرات کی اِجازت:

ایک موقع پرفرمایا کہ: دلائل الخیرات کی اجازت مجھے سلسلہ امدادیہ سے ہے۔

دعائے سیفی کی اِجازت:

ایک موقع پرفرمایا کہ: دعائے سیفی کی مجھے اجازت ہے۔ایک سال تک زکاۃ نکالنی پڑتی ہے۔فرمایا کہ: صابر کلیری قدس سرہ نے کلیر والوں کے لئے پڑھی تھی، (جس کے نتیجہ میں)وہاں بارہ سال تک آگ جلتی رہی تھی۔

دعائے مغنی کی اِجازت:

ایک موقع پرفرمایا کہ:ایک قلندر نے مجھے دعائے مغنی کی اِجازت دی اور فرمایا کہ: میری زندگی میں اسے اکیس (۲۱) دن پڑھ لو، ایسی جگہ جہاں عورت اور کتے کی آواز نہ آئے، مگر میں نے نہیں پڑھی، کیوں کہ ایسی چیزیں یہ ہمارے اکابر کے ذوق ومزاج کے خلاف ہیں۔

راقم الحروف کو دلائل الخیرات اوراورادفتحیہ کی اِجازت:

چوں کہ ہمارے خاندان میں ان دلائل الخیرات اوراوراد فتحیہ کا بہت معمول ہے، توموصوف قدس اللہ سرہ نے ان دونوں کی اپنی طرف سے بھی اِجازت مرحمت فرمائی۔

مدینہ منورہ میں اِقامہ ملنے کا وظیفہ:

فرمایا کہ: چوں کہ میں یہ درود شریف:

جزى الله محمدﷺ عناماهوأهله

کثرت سے پڑھتا ہوں، اس وجہ سے مجھے جلد ہی اِقامہ مل گیا۔

شادی کے لئے وظیفہ:

يَاجَامِعُ يَاوَدُوْدُ، ایک سو گیارہ مرتبہ اول وآخر تین تین بار درود شریف۔

سلسلہ کا کام و مذاق:

بڑے آدمیوں کو ہم اجازت تو دے دیتے ہیں مگر وہ اجازت ویسی ہی ہوتی ہے سلسلہ کا کام و مذاق تو وہ سمجھ نہیں پاتے اور ہم ان کے پیچھے نہیں پڑ سکتے۔ اسی لئے ہم دوسروں کو اجازت دینے کے اتنے حق میں نہیں جتنے اپنے بچوں کو اجازت دینے کے حق میں ہوتے ہیں کہ انہیں ۱۵/۲۰ سال رگڑا لگا کر اجازت دی جائے اور وہ سلسلہ کا مذاق بھی سمجھتے ہیں۔

مرید پیر کو چھوڑنے سے ترک (سڑ) جاتا ہے:

حضرت صوفی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ: بسا اوقات مرید ترقی کرتا ہے اور پیر پیچھے رہ جاتا ہے اور وہ پیر کو چھوڑ دیتا ہے تو یہ مرید ترقی نہیں کرتا بلکہ ترک (سڑ) جاتا ہے۔

جو بندہ بیعت کراتا ہے اس کے ساتھ مت لگ جایا کرو، وہ تو صرف اس لئے ہوتا ہے کہ اس نے بیعت کرادی اور علاقہ میں اس کے پاس جمع ہونا اس لئے ہوتا ہے کہ کچھ گرما گرمی رہے۔

نیریاں شریف والوں کو شجرات کا علم نہیں:

نیریاں شریف والوں نے جمال نقشبند نامی کتاب چھاپی، میں نے لاہور سے منگوائی اور اس کا مطالعہ کیا ان کو تو شجرات کے بارے میں کچھ علم نہیں ہے۔

ہندوستان و پاکستان کے تمام نقش بندی سلاسل میں خلافت:

ہندوستان اور پاکستان وغیرہ میں جتنے مشہور نقشبندی سلاسل ہیں مجھے ان سب میں خلافت ہے۔

اور فرمایا کہ: پیر فضل علی قریشیؒ کے بہت سے خلفاء یا خلفاء کے خلفا سے مجھے اجازت

ہے۔مثلاحضرت علی المرتضیٰ علیہ الرحمہ،مفتی فرید صاحب اکوڑہ خٹک والے،عبد الرؤوف ترناوی وغیرہ اور میں نے باقاعدہ سلسلہ نقشبندیہ حضرت صوفی صاحب سے طے کیا ہے اور حضرت صوفی صاحب نے مولانا عبدالغفور مدنی عباسی علیہ الرحمہ سے،اور حضرت مولانا عبد الغفور مدنی عباسی علیہ الرحمہ نے حضرت شیخ الحدیث نوراللہ مرقدہ کے احترام کی وجہ سے صوفی صاحب کو خلاف نہیں دی۔

مفتی محمد فریدؒ نے دیکھے بغیر خلافت دی:

مفتی فرید صاحبؒ نے میرے ایک مرید کو دیکھا اور پوچھا کس سے بیعت ہو؟

اس نے میرا نام لیا تو انہوں نے کاغذ،قلم منگوا کر میرے لئے خلافت نامہ لکھ دیا اور ان کی زندگی میں میری ان سے ملاقات نہیں ہوئی ان کے انتقال کے بعد میں ان کی قبر پر گیا۔

حضرت مولانا شمس الہادیؒ سے خلافت:

راقم نے پوچھا کہ: آپ کو تو مولانا شمس الہادی شاہ منصوری علیہ الرحمہ سے بھی خلافت ہے مگر ان کے خلفاء میں آپ کا تذکرہ نہیں ہے۔حضرت نے فرمایا کہ: شاید یہ کتاب مجھے خلافت دینے سے پہلے چھپی ہو یا اس کتاب میں ان خلفاء کا تذکرہ ہو جو باقاعدہ آتے رہے ہیں۔میں تو ایک مرتبہ گیا تو حضرتؒ نے اجازت حدیث وخلافت تحریری طور پر عنایت کی اور اس وقت ان کے صاحبزادے مولا مفتی رضاء الحق (ساؤتھ افریقہ والے) بھی موجود تھے۔

حضرت لاہوریؒ کے سلسلے میں خلافت:

مجھے خواب میں مولانا احمد علی لاہوریؒ آئے میں نے کہا کہ میں آپ کا سلسلہ چاہتا ہوں فرمایا کہ حسن عباسیؒ کے پاس چلے جاؤ (شاہ پور چاکر،اندرون سندھ) میں دوسال ان کے پاس جاتا رہا مگر بات کرنے کی ہمت نہیں ہوتی تھی،وہ بہت جلالی تھے۔پھر ان کے صاحبزادے نے کہا کہ: آپ اپنا خواب سنائیں تو جب میں نے خواب سنانا چاہا تو

فرمایا کہ: اس بات کا تو ہمیں دو سال سے علم ہے۔

پیر کے دروازے پر کوئی نگہبان نہیں ہوتا:

پیر کے دروازے پر کوئی نگہبان نہیں ہوتا، یہ سب چمچے مارنے والوں کی کارستانیاں ہوتی ہیں۔

پیر کا خادم اور پیر کا بیٹا:

سو(۱۰۰) خنزیر اور پیر کا خادم برابر ہوتے ہیں اور ایک ہزار خنزیر اور پیر کا بیٹا برابر ہوتا ہے کیوں کہ ان دونوں کے دماغ میں خناس بھرا ہوتا ہے ایک کہتا ہے کہ: میں پیر کا خادم ہوں اور دوسرا کہتا ہے کہ میں پیر کا بیٹا ہوں۔

قطب وقت سے گناہ ممکن ہے:

قطب وقت سے بھی گناہ ہوسکتا ہے، صحابہ کرامؓ سے خدا نے گناہ کرائے اور ان پر حدود جاری کرائیں اور صحابہ قطب سے بڑے درجہ کے ہیں۔

کام کا دل چاہے یا نہ چاہے:

کبھی کام کرنے کا دل چاہتا ہے اور کبھی نہیں چاہتا اگر دل چاہے تو غذا سمجھ کر کرو، اور دل نہ چاہے تو دوا سمجھ کر کرو۔ بسا اوقات بعض مریضوں کو زبردستی دوا پلانی پڑتی ہے۔

نماز پڑھنے کا دل نہیں چاہتا:

اگر نماز پڑھنے کا دل نہیں چاہتا تو اس میں دل بے چارے کا قصور نہیں، یہ سب نفس کا کمال ہے اور نفس جس چیز کو کرنے کا چاہے تو سمجھ لو کہ اس میں اس کی غذا ہے اور جس میں نہ کرنے کا چاہے سمجھو وہ دوا ہے۔ اور نماز اللہ تعالیٰ کا حکم سمجھ کر پڑھنی چاہئے نہ کہ دل کی چاہت کو دیکھتے ہوئے۔

حضرت حجۃ اللہ نقشبندؒ اپنے والد کے خلیفہ ہیں :

شجرہ نقشبندیہ میں جو حضرت حجۃ اللہ نقشبند ہیں یہ براہِ راست اپنے والد حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے خلیفہ ہیں اور خواجہ سیف الدین اور حجۃ اللہ نقشبند دونوں بھائی ہیں اور حجۃ اللہ کے نام کے ساتھ نقشبند ہے، نقشبندی نہیں ،بعض شجرات میں حجۃ اللہ نقشبند کے بعد خواجہ سیف الدین کا واسطہ آیا ہے جو ایسے ہی آ گیا۔

۔۔۔ اپنی محنت کے بعد جو چیز سامنے آئے وہ اپنی لگتی ہے۔

۔۔۔حضرت صوفی صاحب علیہ الرحمہ مجھے پیار سے کا کا بلایا کرتے تھے۔

۔۔۔حضرت شیخ الحدیث نوراللہ مرقدہ کی حیات میں کسی سے خلافت نہیں لی اور ان کی وفات کے بعد کسی کو منع نہیں کیا۔

۔۔۔مولانا فضل الرحمن گنج مرادآبادی اصل میں اپنے والد کے خلیفہ ہیں اس کے علاوہ بھی ان کو کئی خلافتیں تھی۔

۔۔۔سلسلہ شاذلیہ جو عبدالسلام مشیش سے ہے یہ سلسلہ اوراد کا ہے ارشاد کا نہیں ہے۔

۔۔۔نیکی کرنا آسان ہے کسی کو برائی سے بچانا زیادہ مشکل ہے۔

حصہ دوم : اِفادات

دوقسم کی صلاحیتیں:

اللہ پاک نے انسان کو پیدا فرمایا اور اس کو دوقسم کی صلاحیتوں سے نوازا۔

اللہ نے اس کے اندر اچھی اور اعلیٰ درجہ کی صلاحیت بھی رکھی ہے اور گھٹیا درجہ کی بھی صلاحیت اس میں موجود ہے۔ اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے انسان کو اختیار دیا کہ جس صلاحیت کو اختیار کرے نتیجہ ویسا ہی اس کے لئے مرتب ہوتا ہے اور ان صلاحیتوں کو اللہ تعالیٰ کے حکموں کے مطابق استعمال کرنا ہی اصلاح ہے خواہ وہ ظاہری ہوں یا باطنی۔

جتنے بھی بڑے بڑے گناہ ہیں یہ انسان کی بری صلاحیت ہیں جیسے انسان معروف گناہوں سے بچتا ہے جیسے: زنا ہے، شراب ہے، چوری ہے، گالم گلوچ ہے، غیبت ہے اور بہتان طرازی ہے اس طرح کہ اگر وہ ان کو شریعت کے مطابق کنٹرول کرے تو اس کا ظاہر درست ہو جاتا ہے اور کچھ صلاحیتیں اللہ تعالیٰ نے انسان کے باطن میں رکھی ہیں جیسے حسد ہے تکبر ہے بغض ہے کینہ ہے جس کو انسان ظاہری طور پر چھپا لیتا ہے مگر اندر وہ موجود رہتی ہیں تو ان صلاحیتوں کی اگر اصلاح کرے یعنی ان صلاحیتوں کو دبانا اور اچھی صلاحیتوں کو غالب کرنا یہ طریقت کی لائن میں ہوگا۔

جب آدمی مسلسل ان بری صلاحیتوں کو دباتا ہے اور اچھی صلاحیتوں کو غالب کرتا ہے اور جب وہ اس میں کامیاب ہو جاتا ہے (یعنی بری صلاحیت کو دبا کر اور اچھی صلاحیت کو غالب

کر کے) پھر وہ معرفت کی طرف گامزن ہوجاتا ہے۔

کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال شریعت ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال طریقت ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال کو معرفت کہتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کیفیات کو حقیقت کہتے ہیں اور یہ چاروں چیزیں ہر انسان کے لئے اللہ نے رکھی ہیں۔ بشرطیکہ وہ ان پر محنت کرے اگر وہ ان پر محنت کرتا ہے تو وہ صلاحیتیں اس انسان کو ایسے مقام پر پہنچا دیتی ہیں کہ وہ زمین پر اللہ کا نیک ہوجاتا ہے اور صحیح معنوں میں انسان بن جاتا ہے اور اللہ تعالی اس کی باقی صلاحیتوں کو اس درجہ میں کھول دیتا ہے کہ وہ زمین پر بیٹھا ہوا لوح محفوظ میں لکھا ہوا دیکھ لیتا ہے۔ یہ کوئی ایسی بعید بات نہیں ہے۔ اور ایسی انہونی بھی نہیں ہے۔ ہاں !ا س کے لئے مجاہدہ ضروری ہے۔

حضرت شیخ الحدیثؒ کی ایک عمدہ مثال :

ہمارے پیرومرشد حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب نوراللہ مرقدہ اس کی مثال دیتے تھے کہ یہ بات سب لوگ جانتے ہیں کہ زمین کے نیچے پانی موجود ہے مگر پانی نکالے گا وہی شخص جو اس پر محنت کرے گا اور محنت کی بہت ساری صورتیں ہیں :

۱) ایک آدمی صرف اتنی محنت کرتا ہے کہ صرف ایک چھوٹا سا نل لگا لیتا ہے اس پر خرچہ بھی کم آتا ہے محنت بھی کم لگتی ہے اور جلدی بھی ہوجاتا ہے۔ مگر وہ محدود ہے کہ وہ صرف اتنا ہی پانی حاصل کر سکے گا جتنی اس کو گھر میں ضرورت ہے یہ نہیں کہ اس کو سارا محلہ حاصل کرے گا۔

۲) اور ایک آدمی ہے اس سے بڑھ کر محنت کرتا ہے کنواں کھود لیتا ہے اور کنویں سے بہت سارے لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں۔

۳) اور ایک آدمی اس سے بڑھ کر ٹوب ویل لگا لیتا ہے اس سے بہت ساری زمین سیراب ہوتی ہے۔

تو یہ انسان کی محنت پر موقوف ہے جیسے وہ پانی جو زمین کے نیچے موجود ہے اس کو نکالنے

کے لئے محنت چاہئے ،مجاہدہ چاہئے ،خرچہ چاہئے ،اسی طرح انسان کے اندر بھی اعلی درجہ کی صلاحیتیں موجود ہیں مگران کواجاگر کرنے کے لئے اوران کوغلبہ دینے کے لئے اس کے لئے محنت چاہئے جس کواللہ تعالی نے فرمایا:

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ

کہ تم میرے راستے میں جدوجہد کرو،کوشش کرو

اس آیت کے آخر میں اللہ تعالی نے محسنین کا ذکر کیا ہے یعنی جواخلاص کے ساتھ نیکی کرنے والے ہیں میری معیت ان کے ساتھ ہے میں ان کے ساتھ ہوں پھر جس میدان میں بھی ہو وہ جہاد کا میدان ہو وہ درس وتدریس کا میدان ہو وہ اصلاح کا میدان ہو ارشاد کا میدان ہو۔اگراس نے مجاہدہ نہیں کیا تب تک یہ چیز نہیں پیدا ہوگی۔

مجاہدہ ہر دور میں ہوا ہے:

اور یہ یادرکھیں کہ مجاہدہ ہر دور میں ہوا ہے۔ایک مجاہدہ اضطراری ہے اور ایک مجاہدہ اختیاری ہے۔ایک آدمی اللہ کی راہ میں چلنا چاہتا ہے اوراختیاری مجاہدہ نہیں کرتا تو اللہ تعالی اس سے اضطراری مجاہدہ کرواتے ہیں۔کیوں کہ بغیر مجاہدہ کے منزل پرنہیں پہنچ سکتا۔اگرآپ کے نفس پرکوئی مشقت نہیں پڑتی تو وہ کبھی بھی راہِ راست پرنہیں آتا۔اور یہ مشقت جومجاہدہ کی ہے نفس کوراہِ راست پرلانے کی ہے کیوں کہ جو چیز دنیا میں اللہ تعالی نے پیدا کی ہے خواہ وہ باطن کی ہو یا ظاہر کی وہ کبھی ختم نہیں ہوتی۔مثال کے طور پرانسان کے اندرایک شہوت کا جذبہ ہے،شہوت کبھی ختم نہیں ہوسکتی،ہاں البتہ شہوت کوروکنے کے لئے اللہ تعالی نے انتظامات کئے ہیں۔اگرشہوت کی صلاحیت کسی کے اندرختم ہوجائے تو دنیا کا نظام نہیں چل سکتا وہ شادی نہیں کرسکتا بچے نہیں پیدا ہوں گے آگے نسل نہیں بڑھے گی۔

اس لئے میرے عزیز!اسلام اوردین میں شہوت کاختم کرمقصود نہیں ہے اس کواعتدال

پر رکھنا مقصود ہے۔اس کو جائز جگہ پر استعمال کرنا مقصود ہے۔

اگر شہوت کو جائز جگہ پر استعمال کرنے کا گر آ گیا اور اسے اللہ تعالی کے حکموں کے مطابق استعمال کیا تو یہ شہوت کوئی بری چیز نہیں بلکہ یہی انسان کی ترقی کا ذریعہ ہے۔

مثال کے طور پر انسان کے اندرایک صلاحیت حرص کی ہے ۔حرص کا بالکل ختم کرنا مقصد نہیں ہے بلکہ حرص کو اعتدال پر لانا مقصد ہے اس لئے یادرکھنا چاہئے کہ بعض لوگ اس ادھیڑ بن میں لگ جاتے ہیں کہ میرے اندر یہ چیز بالکل ختم ہوجائے۔یہ صلاحیت بالکل ختم نہیں ہوگی کیوں کہ یہ اللہ تعالی نے آپ کے اندر پیدا کی ہے اور جس کو اللہ نے پیدا کیا ہے وہ ختم نہیں ہوا کرتی۔خواہ وہ اچھی صلاحیت ہو یا بری صلاحیت ہو۔

اللہ تعالی نے ہمیں جھوٹ بولنے سے منع کیا ہے اور جھوٹ بولنے کا ہمیں اختیار ہے اور یہ صلاحیت ہم سے ختم نہیں ہوسکتی البتہ اگر ہم اپنی زبان کو جھوٹ سے روکیں، سچی بات کہیں تو سچی بات کا غلبہ ہوجائے گا اور جو جھوٹ بولتے ہیں وہ مغلوب ہوجائے گی۔

توحرص کا ختم کرنا مقصود نہیں ہے اگر یہ حرص ہم میں اور آپ میں سب میں ختم ہوجائے پیروں میں، بزرگوں میں،نبیوں میں، ختم ہوجائے تو میرے عزیز دوستو! تو حضور علیہ الصلات والتسلیمات پھر عبادت کیسے کرتے تھے کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ:اے عائشہ! چھوڑ مجھے، میں اپنے رب کی عبادت کروں۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کے قرب پانے کا حرص تھا۔

توحرص فی نفسہ بری چیز نہیں ہے البتہ جب اس کا استعمال ہمارے اختیار میں آتا ہے اور ہم اسے اپنے نفس کے تحت استعمال کرتے ہیں تو یہ برا بن جاتا ہے۔

اگر آپ کے اندر حرص نہیں تو آپ عبادت نہیں کرسکتے
آپ کے اندر حرص نہیں تو آپ بچے بھی نہیں پال سکتے
آپ کے اندر حرص نہیں تو آپ حلال کمائی بھی نہیں کرسکتے

اگر حرص ہو گی تو آپ ان سب کاموں میں استعمال ہوں گے۔

اگر حرص تمام دنیا سے ختم ہو جائے تو ساری دنیا کا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔اس لئے اللہ تعالی نے جتنی بھی صلاحیتیں رکھی ہیں ان کا زوال مقصود نہیں ہے۔ان میں اعتدال ہونا چاہئے۔مثال کے طور پر ہم کھانے کے دستر خوان پر بیٹھے ہیں اور ہماری بھوک ایک روٹی کھانا ہے اور ایک روٹی ہم معمول کے مطابق کھاتے ہیں اور دستر خوان پر چاول ہیں اور بہت ساری چیزیں ہیں ہم وہ روٹی کھاتے ہیں اور اس کے بعد بہت ساری چیزیں کھاتے ہیں تو یہ حرص قابل علاج ہے۔کیوں کہ اگر ان سب چیزوں میں سے تھوڑی تھوڑی کھالے اپنے ایک روٹی کی مقدار تو یہ حرص نہیں ہے۔کیوں کہ اتنا کھانا جس سے زندگی کی بقا رہے یہ کوئی حرص نہیں ہے البتہ اس سے زیادہ کھانا اور اس کے اندر یہ کوشش کرنا کہ یہ چیز میں جلدی سے کھالوں کہیں ختم نہ ہو جائے یہ معیوب ہے۔اور اس حرص کو چھوڑنا چاہئے۔

اور جب تک ہم اس حرص کا علاج نہیں کریں گے اللہ کا قرب نہیں پا سکتے اس لئے انسان میں جتنی بھی ظاہری و باطنی برائیاں ہیں ان سب کا تعلق انسان کے نفس کے ساتھ ہے۔اور نفس ان چیزوں کو مرغوب سمجھتا ہے کیوں جن گناہوں کو ہم جانتے ہیں جو معروف ہیں ان سب کا تعلق نفس کے ساتھ ہے نفس کو اس سے لذت حاصل ہوتی ہے۔اور جتنے باطنی گناہ ہیں ان سے بھی نفس کو لذت حاصل ہوتی ہے۔اس لئے اکابر فرماتے ہیں:

ایک ہیں حیوانی گناہ، ایک ہیں شیطانی گناہ

شیطانی گناہ: ان سب کا تعلق باطن سے ہے۔

کیوں کہ جب اللہ تعالی نے فرشتوں کے سامنے حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کو پیدا کرنے کا اظہار فرمایا، تو فرشتوں کے سامنے اظہار کرنے سے لے کر حضرت آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے تک تقریباً تقریباً آٹھ لاکھ سال کا فاصلہ ہے۔

آٹھ لاکھ سال پہلے اللہ تعالی نے فرشتوں میں اظہار کیا تھا کہ میں زمین میں ایک خلیفہ

بنانا چاہتا ہوں ۔تو فرشتوں نے اپنی رائے دی اور شیطان نے کوئی رائے نہیں دی۔ ابلیس بھی فرشتوں میں رہتا تھا۔اس نے کسی قسم کی رائے کا اظہار نہیں کیا البتہ اندر یہ بات چھپالی کہ جو خلیفہ بنانا چاہتا ہے میں اس کے لئے کوشش کروں جدوجہد کروں میں ہی خلیفہ بن جاؤں تو اس نے ساڑھے سات لاکھ برس اللہ کی عبادت کی ،زمین کا کوئی حصہ، پہاڑوں کا،سمندروں کا اس نے کوئی عبادت کرنے سے نہیں چھوڑا۔مگر اندر کیا بات چھپائی ہوئی تھی کہ میں زمین میں خلیفہ بنوں۔

اللہ تو یہ بات جانتے تھے،اللہ پاک سے تو کوئی بات پوشیدہ نہیں ہے اس نے اس بات کو اندر ہی اندر چھپائے رکھا۔جب اللہ پاک نے آدمؑ کو پیدا کیا اس وقت بھی چھپائے رکھا حتی کہ جب سجدہ کا حکم ملا تو اس نے یہ کہا کہ: میں اعلی چیز آگ سے بنا ہوں آگ اور یہ مٹی سے بنا ہے میں اس کو سجدہ نہیں کرتا۔

انسان اسی لئے بعض اوقات ان چیزوں کو چھپاتا ہے اس لئے اس کو شیطانی گناہ کہتے ہیں۔

انسان حیوانی گناہ کو نہیں چھپاسکتا۔ایک آدمی کو زنا کا شوق ہوا ،وسوسہ آیا،اس کا زنا کرنے کا دل کیا،تو وہ اسے چھپا نہیں سکے گا کیوں کہ وہ ایک نہ ایک دن کہیں نہ کہیں پھنسے گا۔اور اسی طرح مال کا شوق ہوا تو وہ چوری کرے گا۔مگر باطنی گناہ کو انسان چھپاتا ہے اور اسے چھپانے کی پوری کوشش کرتا ہے جسے شیطانی گناہ کہا جاتا ہے۔

اب کوئی آدمی اپنے تکبر کو ظاہر نہیں کرتا ۔کوئی آدمی اپنے اندر کے بغض کو ظاہر نہیں کرتا،الا یہ کہ کوئی کامل شیخ ہو وہ اس بات کو دیکھ لے اور اس کو پہچان جائے ورنہ ہر ایک آدمی کو نہیں پتہ چلتا۔

حضرت جنید بغدادی کا دوسرا واقعہ:

حضرت جنید بغدادیؒ کے پاس ایک آدمی تھا اس نے کہا کہ: حضرت! نفع نہیں ہو رہا۔

حضرت نے فرمایا کہ: اس کی وجہ ہے۔

اس آدمی نے پوچھا: کیا؟

حضرت نے فرمایا کہ: یوں کرو کہ ایک ٹوکرا اخروٹوں کا بھر لو اور چوک میں جا کر بیٹھ جاؤ اور لوگوں کو کہو کہ مجھے جو ایک تھپڑ مارے گا اسے ایک اخروٹ دوں گا اور جو دو تھپڑ مارے گا اسے دو اخروٹ دوں گا تو تمہارا علاج ہو جائے گا۔

اس آدمی نے کہا: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ میرے سے تو یہ کام نہیں ہوگا۔

حضرت نے فرمایا کہ: اگر یہ کلمہ ستر (۷۰) سال کا کافر پڑھتا تو وہ صاحب ایمان ہو جاتا اور تو یہ کلمہ پڑھ کر کافر طریقت ہو گیا۔

کیوں کہ حضرت نے فرمایا کہ: تیرے تکبر کا علاج یہی ہے۔ (کیوں کہ وہ اپنی قوم کا بڑا آدمی تھا)۔

تو میرے عزیز دوستو! یہ تکبر ہم میں بھی ہوتا ہے ہم اس کو چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہاں! کبھی کبھی ظاہر بھی ہو جاتا ہے۔ تو تکبر کو مٹانا مقصد نہیں ہے تکبر کو اعتدال پر لانا مقصد ہے۔ کیوں کہ اگر آپ میں تکبر نہیں تو آپ کسی کافر کے ساتھ قتال نہیں کر سکتے، اگر آپ کہتے ہیں: میں تو عاجز مسکین بندہ ہوں تو کس کے ساتھ آپ قتال کریں گے آپ دشمن کے سامنے ٹھہر نہیں سکتے اور آپ کے اندر ہوگا کہ جی میں بہادر ہوں میرا دین سب سے اعلی ہے تو پھر آپ دشمن سے لڑ سکتے ہیں۔

جب آدمی خانہ کعبہ کا طواف کر رہا ہوتا ہے تو یہی تکبر ثواب ہے اگر اس نے عمرہ اور حج کے طواف میں رمل نہیں کیا تو اس کو دوبارہ طواف کرنا پڑتا ہے اگر اس نے یہ کام کئے بغیر سر منڈادایا تو اسے دم دینا پڑے گا۔

تو تکبر کو بالکل ختم کرنا مقصود نہیں ہے البتہ اس کو اللہ کے حکموں کے مطابق باطن میں اور اسی طرح باقی جتنی بھی صلاحیتیں ہیں انہیں بھی اعتدال پر رکھنا چاہیے۔

مجمع میں علاج نہیں ہوا کرتا:

یہ بات آپ ذہن میں رکھ لیں کہ ان صلاحیتوں کا علاج مجمع میں نہیں ہوا کرتا، مثلاً یہ بیس پچیس آدمی بیٹھے ہوئے ہیں یہ کہیں کہ ہمارا تکبر کا، حسد کا، بغض کا، حرص کا، لالچ کا، بے صبری کا ناشکری کا علاج یہاں بیٹھے بیٹھے ہو جائے گا قطعاً نہیں ہوگا۔ کیوں کہ اللہ پاک نے یہ چیز انفرادی طور پر رکھی ہے اجتماعی طور پر اس کی اصلاح نہیں ہوتی۔

دیکھئے بخار ہونے میں تو سب برابر ہوتے ہیں مگر بخار کس کا کس قسم کا ہے یہ تو ڈاکٹر اور حکیم ہی جانے گا۔ اب یہ بخار اس کو نزلہ زکام سے ہوا ہے یا اس کا کوئی اور سبب ہے مثلاً تھکان بہت زیادہ ہوگئی اس لئے بخار ہو گیا تو ہر ایک کی دوائی جدا جدا ہوگی۔

اس طرح میرے عزیز دوستو! انسان کے اندر جتنی بھی بیماریاں ہیں ہر انسان کا علاج الگ الگ ہوتا ہے۔

ہمارے اکابر بیانات نہیں کرتے تھے:

ہمارے اکابر کے ہاں اصلاح کی لائن میں بیانات نہیں ہوتے تھے بلکہ وہ بیانات کرتے ہی نہیں تھے بلکہ وہ کہتے تھے کہ انفرادی طور پر اپنا مرض اپنے شیخ کو بتاؤ اور جو وہ اس کا علاج بتائے تو اس کا علاج کرو اور ہر ایک کا تکبر مختلف ہوتا ہے کسی کا حسن و جمال سے تکبر ہوتا ہے، کسی کو علم کی وجہ سے تکبر ہوتا ہے، کسی کا تکبر تقوی کی وجہ سے ہوتا ہے، کسی کا تکبر حسب ونسب کی وجہ سے ہوتا ہے، کسی کا تکبر بزرگی کی وجہ سے ہوتا ہے تو ہر تکبر کا علاج جدا ہے۔

مجمع میں کس کی اصلاح ہوتی ہے؟

اس لئے مجمع کے اندر تو اسی آدمی کی اصلاح ہوتی ہے جو تھوڑا سنجیدہ مزاج ہے یعنی ایسا آدمی جو یہ سمجھے کہ یہ جو بات کر رہے ہیں یہ میرے لئے کر رہے ہیں اب مثلاً یہ بچاس آدمی بیٹھے ہیں ہر آدمی سمجھے کہ میرے میں تکبر نہیں، تو میرے لئے یہ بات نہیں، میرے میں حرص نہیں

ہتو میرے لئے یہ بات نہیں اور میرے اندر غیبت کا معاملہ نہیں تو میرے لئے بھی یہ بات نہیں ۔سارا مجمع سمجھے گا کہ یہ بات تو ہمارے میں ہے ہی نہیں ۔تو علاج کیسے ہوگا؟

شیخ کو اپنا مرض بتانا پڑے گا:

اگر آپ کا کسی شیخ سے تعلق ہے جب تک آپ اس کو اپنی زبان کھول کر نہیں بتائیں گے کہ میرے اندر یہ خرابی ہے میں اس طرح کا عمل کرتا ہوں آپ دیکھیں کہ اس میں کوئی خرابی یا تکبر کا مرض تو نہیں ہے تو اس وقت تک شیخ اس کا علاج نہیں کرے گا بلکہ مشائخ نے فرمایا ہے کہ: زبردستی کسی کا علاج نہ کرو۔ کیوں کہ وہ اپنا علاج نہیں کرے گا بلکہ تمہیں جھوٹا ثابت کرے گا۔

حضرت مولانا تھانویؒ کا واقعہ:

مولانا تھانویؒ نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ: ایک صاحب میرے پاس تھے مجھے ان سے بڑی ہمدردی تھی ۔ میں نے ایک دن اسے کہا کہ تمہارے اندر تکبر محسوس ہوتا ہے اس کا علاج کرلو۔

اس نے کہا کہ: نہیں نہیں حضرت! میرے اندر تو تکبر نہیں ہے۔

حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ: میں شرمندہ ہوا کہ میں نے اس کو تعلق ومحبت کی بنیاد پر کہا مگر اس نے جو آگے سے جواب دیا اس میں صراحتا ثابت کیا کہ آپ جھوٹ بول رہے ہیں، میرے میں تو تکبر ہی نہیں ہے۔

حضرت فرماتے ہیں کہ: سات سال کے بعد آکر وہ مجھے کہنے لگا کہ حضرت مجھے میرے اندر تکبر محسوس ہوتا ہے۔

حضرت نے فرمایا کہ: بھائی میں نے تو تمہیں سات سال پہلے کہا تھا اس وقت سے تو اب تک علاج بھی ہو جاتا۔

تو اس لئے بزرگ فرماتے ہیں کہ: از خود نہ ان کو کہو۔ از خود کہو گے تو وہ تمہیں جھوٹا ثابت

کردیں گے۔ ہاں! علاج اس وقت کرو کہ جب وہ از خود آکر کہے کہ حضرت یہ بات میرے اندر ہے۔

مرض کیسے پہچانیں:

مثلاً ایک آدمی کہتا ہے کہ میرا دل چاہتا ہے جو بھی میرے ساتھ علمی طور پر بات کرے میں اس پر غالب آؤں۔ تو اس سے شیخ کو پتہ چل جائے گا کہ اس کے اندر تکبر کا مادہ ہے۔ کیوں کہ غلبہ وہی آدمی چاہتا ہے جو اپنے کو بڑا سمجھتا ہے۔ ورنہ جس کے اندر عاجزی وانکساری ہے وہ تو یہ کہے گا کہ مجھے اس سے بحث کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اللہ نے اس کو علم دیا ہے تو ٹھیک ہے۔

تو ان باطنی چیزوں کا اس وقت تک علاج نہیں ہوسکتا جب تک آدمی اپنے شیخ کے سامنے اپنا رونا نہیں روئے گا۔

منہ ہی نہیں کھولتا:

ہمارے حضرت صوفی صاحب نوراللہ مرقدہ فرماتے تھے: ایک بڑے عالم تھے ان کے بارے میں میں نے حضرت شیخ الحدیثؒ سے عرض کیا: اس کی طرف کوئی توجہ کریں۔

حضرت نے بڑے پیار سے کہا کہ: صوفی جی! ہم تو توجہ کیا کریں جب وہ منہ ہی نہیں کھولتا تو ان کے منہ میں لقمہ کیسے ڈالیں۔

اس عالم کی اصلاح شیخ کی دوسری نسل میں جا کر ہوئی۔ کیوں کہ شیخ کے زمانے میں انہوں نے کبھی اپنی اصلاح کی فکر ہی نہیں کی، حالاں کہ شیخ سے بہت تعلق تھا۔

اللہ سے تعلق بنانے کے لئے صرف پیر بنانا کافی نہیں:

اگر اصلاح باطن چاہئے اللہ سے تعلق چاہئے اس کے لئے اتنا کام کافی نہیں ہوتا کہ پہلے تو پیر بنائے اور پیر کے ساتھ عقیدت ومحبت بھی رکھے اور پھر اس کے پاس جائے نہیں تو اس کی اصلاح کیسے ہوگی۔

جس کو خلافت کا خیال آیا وہ ناکام رہا:

حضرتؒ نے فرمایا کہ: میں نے حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب اور حضرت صوفی صاحب نور اللہ مرقدھما کے ساتھ تقریباً ۲۷ برس گذارے ہیں۔ اور میں نے دیکھا ہے جس کو خلافت کا خیال آیا۔ وہ ہمیشہ ناکام رہتا ہے جیسے شیطان ناکام ہوا۔ اس لئے کہ یہ چیز خطرناک ہے۔ آدمی اپنے آپ کو ذمہ داریوں سے بچائے کہ دنیا میں اس کے ذمہ کوئی چیز نہ لگے جب کوئی ذمہ داری لگ جاتی ہے تو پھر مشکل ہوجاتی ہے تو شیطان نے اس کی پوری کوشش کی ساڑھے سات لاکھ سال عبادت کی خلافت حاصل کرنے کے لئے اور اس کے بعد بھی ناکام رہا کیوں کہ یہ خلافت اللہ کی عنایت تھی اور یہ کسی مجاہدہ سے حاصل نہیں ہوتی اور اللہ جل شانہ اس کی نیت کو جانتے تھے۔

حضرت جنید بغدادیؒ کا واقعہ:

حضرت جنید بغدادیؒ کے پاس ایک آدمی ایک عرصہ رہا اور پھر حضرت سے کہا کہ آپ سے کوئی روحانی فائدہ نہیں ہوا۔

حضرت نے پوچھا کہ: روحانی فائدے سے کیا مراد ہے؟

تو اس نے کہا کہ: جو نعمت آپ سے ملتی میں اوروں کو تقسیم کرتا۔

حضرت نے فرمایا کہ: یہی تو بنیادی خرابی ہے اور اس کے ہوتے ہوئے نفع نہیں ہوسکتا کیوں کہ ابھی تو تم نے کچھ کیا نہیں اور پیر بننے کی پہلے ٹھان لی۔

ہاں! جس کے کندھے پر زبردستی یہ بات ڈالی جائے تو پھر اللہ اس کی مدد کرتا ہے۔

مولانا بہلویؒ کا قول:

حضرت مولانا عبداللہ بہلویؒ شریف والے فرمایا کرتے تھے: اگر کسی مرید کو آج کل کے دور میں خلافت کا خیال آجائے تو اس سے بہتر ہے کہ وہ زنا کرلے کیوں کہ زنا کرنے کا گناہ

لازمی ہے متعدی نہیں ہے اور خلافت کا خیال متعدی گناہ ہے کیوں کہ وہ ذمہ دار بن کر پتہ نہیں کتنوں کے ایمان کو خراب کرے گا۔ زانی تو اپنے آپ کو گناہ گار سمجھے گا اور جو خلافت کا طلب گار ہے وہ اپنے آپ کو گناہ گار بھی نہیں سمجھے گا۔

اوراسی وجہ سے حضرت مولانا عبداللہؒ بہلوی شریف والے فرمایا کرتے تھے کہ خلافت کا خیال آنا یہ شیطانی گناہ ہے۔ کیوں کہ یہ خیال سب سے پہلے ابلیس کو آیا تھا کہ زمین پر میں خلیفہ بنوں۔

خلافت کوئی معتبر چیز نہیں:

میرے نزدیک تو خلافت بھی کوئی ایسی معتبر شے نہیں ہے کیوں کہ خلافت مل جانا تو خلیفہ کی نجات کے لئے کافی نہیں ہوتا بلکہ اس کا انسان بننا کافی ہوتا ہے۔

مجھے بہت عرصہ پہلے ایک صاحب نے کہا کہ: فلاں کو فلاں بزرگ نے خلافت دے دی۔ میں نے کہا کہ: خلافت دے دی، تو ٹھیک ہے مگر آپ نے اس سے یہ بھی معلوم کیا کہ وہ انسان بھی بن گیا کہ نہیں۔ کیوں کہ انسان بننا ذرا مشکل ہے خلافت کا ملنا کوئی اتنا مشکل نہیں ہے۔

خلافت نا اہل کو بھی دے دی جاتی ہے:

خلافت بعض اوقات نااہل کو بھی دے دی جاتی ہے۔ اور خلافت بعض اوقات ایک گناہ میں مبتلا کو بھی دے دی جاتی ہے۔ وہ اس لئے دی جاتی ہے کہ یہ شرما شرمی میں کچھ حیا کرے گا کہ میرے پر یہ ذمہ داری آپڑی۔۔۔ بشرطیکہ اس کو ذمہ داری سمجھے۔۔۔ اگر وہ ذمہ داری ہی نہ سمجھے تو پھر وہ کیا کرے گا اس لئے انسان بننا تو سب پر ضروری ہے اور خلافت کا ملنا کسی کے لئے ضروری نہیں ہے۔

اصل خلافت :

ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے کہ خلافت وہ ہوتی ہے جس پر اللہ تعالیٰ شیخ کو مجبور کردے کہ اگر وہ خلافت نہ دے تو اس کی طبیعت خراب ہونے لگے۔خلافت یہ نہیں ہوتی کہ جناب والا اس کو کوئی خیال ہی نہیں اور خلافت دے دی۔

اصل خلافت کا اثر :

اور جب خلافت ملے تو کم از کم اس پر کوئی اثر ظاہر ہو کیوں کہ جب جو اللہ کی جانب سے خلافت ہوتی ہے تو اس کے اندر ایک اثر ہوتا ہے۔

جب حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو خلافت دی گئی خلیفۃ اللہ فی الارض یعنی اللہ تعالیٰ کے خلیفہ مقرر ہوئے یعنی پہلی وحی نازل ہوئی تو جبرئیل علیہ السلام نے ان کو تین مرتبہ دبوچا تو اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا اثر ہوا تھا؟؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھر آ کر کمبل لے کر لیٹ گئے اور کہا کہ: خدیجہ مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے۔یہ جو من جانب اللہ خلافت ہوتی ہے اس کا اثر ہوتا ہے۔

ہاں! صرف اس آدمی پر ایسی کیفیت طاری نہیں ہوتی جس کی نسبت اصلاحی ہو کہ وہ مجاہدے کر کے رگڑے کھا کھا کر اصلاح کی لائن پر گامزن ہو گیا ہو کیوں کہ وہ ترقی کر کے سالکین میں چلا گیا جس کو کہتے ہیں: نہایت کو پہنچ گیا۔اور جو نہایت کو پہنچ جاتا ہے اس کا مزاج عام جیسا ہو جاتا ہے۔

مثلاً جو بھی بزرگ ترقی کر گیا اور وہ ظاہر نہیں ہوا تو وہ عام لوگوں کی طرح نماز پڑھے گا، عام لوگوں کی طرح گفت گو کرے گا، عام لوگوں کی طرح بیٹھے گا، اس کے اندر کوئی امتیازی بات نہیں ہوگی۔

جس کے معاملے میں بزرگی چمکتی ہوئی نظر آتی ہو تو وہ دراصل سالک ہے وہ ابھی بزرگ بنا نہیں ہے کیوں کہ اگر وہ بزرگ بن جائے گا تو اسے کوئی پہچان نہیں سکے گا۔

حضرت مولانا الیاس صاحبؒ کے ایک خلیفہ کا واقعہ:

ہم نے ایسے بھی لوگ دیکھے ہیں جو خلیفہ نہیں تھے مگر وہ بڑے بڑے خلفاء سے بھی زیادہ بزرگ تھے اولیاءاللہ تھے مگر وہ دنیا میں خلیفہ نہیں تھے۔

ہمارے صوفی صاحب فرماتے تھے کہ: حضرت مولانا الیاس صاحبؒ کے ایک مرید جن کا نام حاجی عبدالرحمن تھا ہم نے ان کو دیکھا ہے اور ان کا اتنا اثر تھا، اگر وہ جارہے ہوتے اور کوئی ہندو آگے سے آرہا ہوتا تو ہم ان کو کہتے کہ حاجی جی! یہ سالا مرجائے گا جہنم میں جائے گا۔ تو فرماتے کہ: اچھا بھئی اللہ سے مانگو اور اس سے جاکر بات کرتے تو وہ مسلمان ہوجاتا۔ مگر وہ حضرت مولانا الیاس صاحب کے خلیفہ نہیں تھے۔

تو ایسے ایسے اولیاءاللہ بھی ہوتے ہیں۔ تو اصل چیز انسان بننا ہے۔ انسان کون ہوتا ہے جس سے دوسرا پریشان نہ ہو، تنگ نہ ہو۔ اگر کوئی اس سے تنگ ہوتا ہے تو پھر وہ انسان ہی نہیں ہے تو انسان بنتا ہے کہ جب تک وہ اپنی اچھی صلاحیتوں کو خواہ وہ ظاہری طور پر ہوں اسے شریعت کے اعتبار سے اگر باطنی طور پر ہے تو اسے طریقت کے اعتبار سے غالب نہ کرے، پھر اس کو معرفت اور حقیقت حاصل ہوتی ہے۔ پھر وہ اللہ کو پہچانتا ہے۔

أَنْ تَعْبُدَ اللهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ

کہ تو اپنے رب کی عبادت ایسی کر جیسے تو اسے دیکھ رہا ہے پھر وہ نماز پڑھتے وقت بھی اپنے رب کو دیکھ رہا ہوتا ہے، پھر جنگلوں میں بھی دیکھ رہا ہوتا ہے، آبادیوں میں بھی دیکھ رہا ہوتا ہے، پھر جب اس سے کوئی انسان ملتا ہے تو اس میں بھی اپنے رب کو دیکھتا ہے، تو پھر اللہ سے دوری نہیں ہوتی پھر اللہ کے نزدیک ہوجاتا ہے۔ پھر کوئی فاصلہ نہیں ہوتا کیوں کہ اللہ تعالی تو ہم سے کوئی دور نہیں ہے۔ ہم اپنی غفلت کی وجہ سے اللہ تعالی سے غافل ہیں۔ ورنہ تو اللہ نے کہا ہے کہ: میں تو تمہاری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہوں۔

تو اپنی غفلت اور اپنی شہوت اور اپنی نفسانی خواہشات کی وجہ سے ہمارے اور اللہ تعالی

کے درمیان حجاب پیدا ہوگیا ہے، وہ حجاب کبھی علمی بھی ہوتا ہے کبھی نیکی کے ساتھ بھی ہوتا ہے۔

دنیا میں پانچ سو اولیا اللہ ہر وقت ہوتے ہیں:

اور دنیا کے اندر پانچ سو اولیاء اللہ ہر وقت رہتے ہیں اور جو اولیاء اللہ ہوتے ہیں ان کو تو لوگ پہچانتے ہی نہیں اور جو نہیں ہوتے جو جبہ اور دستار والے ہوتے ہیں تو انہیں لوگ اولیاء اللہ سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ بزرگ آدمی ہیں۔ بزرگی اس چیز کا نام نہیں ہے کیوں کہ جو بزرگ بنے گا وہ ویسے ہی مٹ جائے گا۔ ایسے ہی اپنے آپ کو چھپائے گا جیسے اللہ دنیا میں غائب الغائب ہے تو جو اللہ کا ہو جائے گا تو وہ اپنے کو کہاں ظاہر کرتا ہے بلکہ ایک بزرگ اپنی نجی مجلس میں فرمایا کرتے تھے:

جس کو اللہ تعالی بزرگی دیتا ہے تو وہ اس کو یوں چھپاتا ہے : جیسے شادی کے بعد پہلی مرتبہ لڑکی کو حمل ٹھہر جائے تو وہ شرم کے مارے چھپاتی ہے(آج کل تو خیر یہ بات نہیں ہے۔ آج کل تو بھاگ کر جا کر جلدی سے چیک کرواتے ہیں) آج سے پچاس سال پہلے تو لڑکی اس کو چھپاتی تھی اپنے سسرال والوں سے، اپنے میکے والوں سے کہ شرمندگی کی بات ہے۔ مگر آج کل تو یہاں ایسا نہیں تو وہ بزرگ فرمایا کرتے تھے کہ اس میں تو حلال حمل ہے۔ اگر کسی لڑکی کو حرام کا حمل ہو جس طرح وہ چھپاتی ہے تو بزرگ جب بزرگ بن جاتا ہے تو وہ بھی اس کو اسی طرح چھپاتا ہے۔

اللہ اور بندے کے درمیان ستر ہزار حجاب ہیں:

اس لئے ہمارے نقشبندی حضرات کے ہاں یہ طے ہے کہ انسان اور اللہ کے درمیان ستر(۷۰) ہزار پردے ہیں جس میں سے تیس ہزار پردے ظلمت کے ہیں اور چالیس ہزار پردے نور کے ہیں۔ جتنی اچھی چیزیں ہیں یہ بھی اللہ سے حجاب ہیں کیوں کہ جب آدمی عبادت کرتا ہے تو اپنی عبادت پر نظر کرتا ہے تو حجاب بن گیا، علم پڑھتا ہے اور علم پر نظر کرتا ہے تو حجاب بن گیا قرآن پڑھتا ہے اور قرآن کے پڑھنے کو ثواب کا کام سمجھتا ہے حجاب ہو گیا۔

ہاں !قرآن پاک اس لئے پڑھے کہ میرے رب کا کلام ہے تو پھر حجاب نہ ہوا۔وہ کتاب ہے کہ اس کے ایک حرف پر دس نیکیاں ملیں گی تو یہ دس نیکیوں کا عنوان یہ ایک حجاب ہے۔

حضرت صوفی صاحبؒ کا سوال اور حضرت کا جواب:

ہمارے حضرت صوفی صاحب نوراللہ مرقدہ فرمایا کرتے تھے کہ:ظلمات کے جو حجاب ہیں تیس ہزار ان کو تو دور کر سکتا ہے مگر اب جو نورانیت کے حجاب ہیں ان کو کیسے دور کرے گا۔

تو مجھے ایک دفعہ فرمانے لگے بتاؤ اس پر کتنا عرصہ لگے گا میں نے کہا کہ: کوئی عرصہ نہیں لگتا اگر دور ہونا چاہئے تو ایک لمحے میں دور ہو سکتا ہے۔

حضرت بابا بلھے شاہؒ کا واقعہ:

حضرت بابا بلھے شاہ اپنے پیر کی تلاش میں گئے ان کا پیر جاٹ تھا، دیہاتی آدمی تھا، کھیتی باڑی کرتا تھا کسی نے بتایا کہ وہاں ان کے کھیت ہیں۔وہاں چلے جاؤ، تو وہ وہاں چلے گئے(تو اردو میں کہتے ہیں کہ پیاز کی داب لگاتے ہیں)۔تو اس وقت شاہ عنایت علی جو بزرگ تھے اپنے کھیتوں میں داب لگا رہے تھے۔تو یہ گئے انہوں نے دیکھا کہ یہاں تو کوئی بزرگوں والی بات نہیں ہے چھوٹی سی چادر پہنی ہوئی ہے چھوٹا سا کرتہ پہنا ہوا ہے اور داب لگا رہے ہیں (کیوں کہ بزرگ تو آدمی اسی کو سمجھتا ہے کہ جس کی دستار ہو آج کل جیکٹ بھی پہنی ہوئی ہو اوپر سے اور کئی سارے لوازمات ہوں)۔تو ایک درخت کے نیچے کھڑے ہو کر سوچنے لگے کہ میں کہیں غلط جگہ پر آ گیا ہوں یہ تو وہ بزرگ نہیں ہیں میں جن کی تلاش میں تھا۔تو شاہ عنایت علی بڑے اولیاء اللہ میں سے تھے تو ان کو حضرت بلھے شاہ کی اس دلی کیفیت کا کشف ہوا تو انہوں نے آواز دے کر پنجابی میں کہا:

اوبھلیا دل دا کی سمجھانا
ادھرو پٹیا ادھر لانا

اردو میں یوں سمجھ لیں کہ: بھلیا! دل کا کیا سمجھانا ہے ادھر سے ادھر کر دو تو بات بن جاتی ہے۔

خیر حضرت بلھے شاہ کو یہ پتہ چل گیا کہ بزرگ ہیں۔

حضرت بلھے شاہ کا اصل نام سید عبداللہ تھا۔ بھلیا کہتے ہیں جو بھول جائے انہوں نے پنجابی میں اس کو کہا انہوں نے ساری زندگی اپنے پیر کا دیا ہوا لفظ استعمال کیا اور اپنے آپ کو ہمیشہ بھلے ہی کہتے رہے۔ کبھی انہوں نے اپنا نام نہیں بتایا اور بہت کم لوگ ان کا نام جانتے ہیں۔

تو اصل چیز ہے کہ دل کو ادھر سے ادھر لگانا۔

حضرت صوفی اقبالؒ کا امیر بننے کا خیال اور حضرت شیخؒ کا جواب:

حضرت صوفی صاحب نے یہ بات مجھے خود سنائی کہ: میں نے اپنے جوانی کے زمانے میں کیمیا بنالیا اور حضرت شیخ کے پاس ملنے گیا تو وہ پڑیا جیب میں تھی اور شیخ سے پوچھا کہ: حضرت! کبھی کبھی میرا امیر بننے کا دل چاہتا ہے، کہ میں امیر بن جاؤں تو کیا کرنا چاہیے اور پڑیا سونا بنانے والی جیب میں تھی۔ تو حضرت شیخؒ نے فرمایا: او صوفی جی! جب میرا دل امیر بننے کو چاہتا ہے میں بیٹھا بیٹھا خیال کر لیتا ہوں کہ سارا سہارن پور، بازار، مارکیٹیں اور منڈیاں ساری میری ہیں۔ اور اس میں سے جس جس چیز کی ضرورت مجھے ہوتی ہے وہ میں منگوا لیتا ہوں باقی حساب کتاب کے لئے یہ سارے منشی لوگ ہیں۔ مال لاتے رہتے ہیں بیچتے رہتے ہیں میں امیر بن جاتا ہوں کونسا مسئلہ ہے۔

حضرت صوفی صاحبؒ فرمانے لگے: میں وہاں سے واپس ہوشیار پور آ رہا تھا تو راستے میں دریا سے گاڑی گذرتی تھی تو وہ پڑیا میں نے اس دریا میں پھینک دی اور وہ دن اور آج کا دن جب امیر بننے کا شوق ہوتا ہے تو یہ خیال کر لیتا ہوں۔ کیوں کہ جتنے لوگ امیر ہوتے ہیں ان کا بھی تو خیال ہی ہوتا ہے۔

مثلاً ایک آدمی دس ارب کا مالک ہے تو وہ بھی تو بینک میں رکھا ہوا ہے۔ وہ تو کوئی سر پر رکھے نہیں پھر رہا۔ نہ وہ اس کو کھاتا ہے اگر ایک ارب روپے کا مالک ہے اگر ایک روپیہ خرچ کرے گا تو ایک گلاس پانی کا اسے ملے گا دنیا کی چیز کی یہ خاصیت ہے آپ جب تک اسے اپنے سے جدا نہیں کریں گے تو آپ اس سے نفع نہیں اٹھا سکتے اور روحانیت کی چیز کی یہ خاصیت ہے جتنا آپ اس سے چمٹو گے اتنا نفع ہوگا۔

اور دنیا کی چیز جب تک آپ اس کو اپنے سے جدا نہیں کرو گے تو اس وقت تک آپ اس سے نفع نہیں لے سکو گے۔

انسان بننا اصل ہے:

تو میرے دوستو! بزرگی بعد کی بات ہے اگر اللہ قیامت میں یہ کہہ دے کہ میں تجھ سے راضی ہوں تو اس سے بڑا کوئی ولی نہیں اور اس کے لئے انسان بننا ضروری ہے وہ انسان جو اللہ کو پسند آتا ہے۔ اگر ہم وہ انسان بن جائیں تو پھر ہم جس شعبہ سے بھی وابستہ ہوں خواہ وہ درس وتدریس کا ہو، طریقت کی لائن کا ہو، تجارت کا ہو، جہاد کی لائن کا ہو اور جتنے دین کے اندر، دنیا کے اندر شعبہ جات رکھے ہیں ان میں کسی میں بھی ہم لگے ہوئے ہوں اگر ہم انسان ہیں اور اللہ ہم سے راضی ہے تو یہ کامیابی ہے اور انسان بننے کے لئے اپنی اچھی صلاحیتوں کو غلبہ دینا ضروری ہے اور بری صلاحیتوں کو دبانا ضروری ہے چاہے وہ اخلاقیات سے تعلق رکھتے ہوں چاہے وہ معاشی طور پر ہوں چاہے وہ اقتصادی طور پر ہوں چاہے وہ آداب کی لائن کے ہوں چاہے وہ ایک دوسرے سے رشتہ داری کے ہوں چاہے وہ کسی سے لینے اور دینے کے ہوں جب تک ہم ان صحیح اصولوں کے مطابق (جو اللہ نے ہمارے لئے رکھے ہیں) اپنے آپ کو انسان نہیں بنا لیتے تو اس وقت تک ہم انسان نہیں بنتے۔ کیوں کہ انسانوں کی شکلیں تو بہت نظر آئیں گی مگر انسان کہیں کہیں نظر آئے گا۔

ایک بزرگ کا واقعہ:

ایک بزرگ صحرا کے اندر چراغ اٹھا کر پھر رہے تھے اور ایک دوسرا آدمی مل گیا اس نے کہا کہ: شیخ کیا کر رہے ہو تو بزرگ نے کہا: کسی انسان کی تلاش میں ہوں اس نے کہا کہ: انسان کی تلاش چراغ سے تو نہیں ہوگی۔ کیوں کہ انسان کہاں ملے گا۔

اس لئے آج ہم سب انسان ہیں، پیر بھی انسان ہیں، علما بھی انسان ہیں اور سیاست دان بھی انسان ہیں مگر انسانیت کو ہم نے اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھا کہ ہمارے اندر انسانیت کس طرح کی ہے۔

انسانیت کی اعلی مثال:

حضرت ابوبکر شبلیؒ ایک دکان پر گئے شکر خرید کر لائے واپس آئے تو شکر کی پڑیا کھولی ،اس کے اندر ایک چیونٹی نکل آئی، بڑا افسوس کیا اور کہا کہ: تو تو اپنے ساتھی سے بچھڑ گئی ہے اس کو وہاں سے اٹھایا اور واپس جا کر دکان پر چھوڑا۔ اس کو کہتے ہیں انسانیت۔

یہ انسانیت تھی کہ ایک چیونٹی کی جو اس کے ساتھی سے جدائی ہوئی تھی (حالاں کہ انہوں نے خود تو نہیں کی تھی وہ جو شکر دکان سے لائے اس میں آ گئی)، مگر اس کو پکڑ کر دکان پر جا کر چھوڑا۔ اور ہم ہوتے تو اسے وہیں پھینکتے بلکہ ساتھ نفرت بھی کرتے کہ ہماری شکر میں چیونٹی آ گئی۔ اللہ کرے ہم میں بھی انسانیت پیدا ہو۔

اس لئے اللہ سے دعا مانگنی چاہئے کہ اللہ ہمیں ایسا انسان بنا دے کہ تجھ کو پسند آ جائیں خواہ ساری دنیا نفرت کرتی ہو اور دنیا کو پسند نہ آئے اگر اللہ کو پسند آ جائے ہم ایسے انسان بن جائیں تو یہ ولایت بھی ہے، بزرگی بھی ہے، یہ سب کچھ ہے اور اگر ہم ایسے انسان نہ بن سکے پھر ہمارے سروں پر ہزاروں دستاریں رکھی ہوں ہم دسیوں کے خلیفہ ہوں تو کچھ حاصل نہیں ہوگا۔

حضرت صوفی صاحبؒ کوایک بزرگ کا خلافت دینا اور حضرتؒ کا استفسار:

حضرت صوفی صاحبؒ کوایک بزرگ نے خلافت دی تو میں نے حضرت صوفی صاحب سے پوچھا: آپ کوخلافت دی اس کا کیا فائدہ ہے؟

فرمایا: بس ایک نسبت ہوگئی۔

میں نے کہا کہ: نہیں آخر کوئی فائدہ تو ہوگا۔

فرمایا کہ: بھئی ایسی ہی ہے، کیوں کہ خلافت تو اپنے شیخ کی ہوتی ہے، اسی کے دل میں اللہ تعالی ڈالتا ہے باقی تو اعزاز ہوتا ہے اگر اپنا شیخ اجازت دے دے تو اس کو معلوم ہے کہ اس کے اندر کس درجہ کی انسانیت آئی ہے اور آگے یہ کتنا بڑھ سکتا ہے اور کتنی ترقی کر سکتا ہے۔

تو ایسی بات میں نہیں پڑنا چاہئے۔ بس ایک چیز اللہ سے مانگنی چاہئے کہ اللہ پاک ہمیں شیطانی طریقوں سے محفوظ فرمائے۔ ہم ایک چیز مانگیں اللہ سے وہ ہے صحیح معنوں میں انسان بن جانا اور انسان بنتا اسی وقت ہے کہ جب اپنی صلاحیتوں کو دبا لیتا ہے اور اچھی صلاحیتوں کو غالب کر لیتا ہے۔ اللہ مجھے بھی اور آپ کو بھی توفیق عطا فرمائے۔

اگر مرنے سے ایک لمحہ پہلے بھی ہم انسان بن گئے تو سمجھیں کامیاب ہیں اور اگر مرنے سے ایک لمحہ پہلے بھی ہمارا خاتمہ ایمان پر ہوگیا اور اللہ نے قیامت کے میدان میں کہہ دیا کہ میں تجھ سے راضی ہوں تو ہمیں ساری دنیا گالی دے تو ہمیں کوئی پرواہ نہیں، بس آپ کامیاب ہیں اور یہ ایک لمحہ پہلے بھی ہوسکتا ہے اور اللہ کے ہاں کوئی بعید بات نہیں ہے ہاں آدمی کو چلتے رہنا چاہئے دوڑتے رہنا چاہئے ہم اپنے آپ کو لگائے رکھیں تو مالک تو مالک ہے وہ دیکھتا ہے کہ اس نے کتنی جد و جہد کی ہے کتنی کوشش کی ہے۔

مجاہدہ ضرور کرنا پڑے گا:

اور میں نے آپ کو بتایا کہ بغیر کوشش کے اللہ نہیں ملتا یا تو یہ ہے کہ اللہ آپ کو کسی مصیبت میں مبتلا کردے پھر آپ اسی میں روئیں پیٹیں اسے اضطراری مجاہدہ کہتے ہیں اس کے بعد وہ آپ کو عطا کردے گا مجاہدہ ضرور لے گا۔ چاہے وہ آپ پر مسلط کردے چاہے آپ اختیاری طور پر کرلیں۔

اختیاری مجاہدہ کیسے کریں:

آپ خود کوشش کریں: مثال کے طور پر یہ مجاہدہ کریں کہ: آپ کھانے میں اتنا کھائیں جتنے میں آپ کی زندگی برقرار رہتی ہے آپ لوگوں سے کم سے کم ملیں اس لئے نہیں کہ میں لوگوں سے کم اس لئے ملتا ہوں کہ لوگوں کے فتنہ سے محفوظ رہوں نہیں۔ آپ اور میرے دل میں یہ بات ہونی چاہئے کہ میں لوگوں سے اس لئے نہیں ملتا کہ لوگ میرے نفس کے فتنے سے محفوظ رہیں یہ ہے طریقت کی لائن اور اس لئے لوگوں سے الگ ہونا کہ میں لوگوں کے فتنے سے محفوظ رہوں یہ تکبر کی بات ہے۔

تو اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔ کہ ہم اس پر محنت اور کوشش کرنے والے بن جائیں۔ آدمی کو کوشش کرتے رہنا چاہئے اگر چہ کچھوے کی چال سے ہی کیوں نہ ہو اور ہمیں اس بات کی نگرانی کرنی چاہئے کہ کل سے آج ہماری ترقی ہوئی ہے یا نہیں۔ کل جو کچھ ہم نے کیا تھا آج ہم نے اللہ کی طرف قدم بڑھایا یا نہیں بڑھایا اگر ہم بڑھا رہے ہیں تو ہم چل رہے ہیں اگر ہم نہیں بڑھا رہے تو ہم رک گئے۔

آپ کو پتہ ہے جو پانی چل رہا ہوتا ہے وہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو وہ انسان کو پاک بھی کردیتا ہے اس سے وضو بھی ہوسکتا ہے اور جو پانی چلنے سے رک جاتا ہے۔ چاہے وہ بہت دور تک کھڑا ہو وہ پاک نہیں ہوتا کیوں کہ پھر اس کے پاک ہونے کے لئے پھر کچھ شرائط ہیں۔ اگر وہ شرائط موجود ہیں اس میں کہ اس کی بو نہ بدلی ہو رنگ نہ بدلا ہو اور ذائقہ نہ بدلا ہو اور

وہ اتنا پانی ہو کہ جب آدمی اس کے اندر ہاتھ ڈالے تو اس کے اندر سے زمین نظر نہ آئے۔ تو پھر تو اس سے وضو اور غسل ہوسکتا ہے ورنہ تو نہیں ہوسکتا۔

تو ٹھہرے ہوئے پانی کے لئے کچھ نہ کچھ شرائط ہیں وہ جو پانی چل رہا ہے وہ پاک صاف ہے اس سے بغیر کسی شک وشبہ کے آدمی وضو کرسکتا ہے چاہے وہ ندی ہو یا دریا ہو چاہے چھوٹا سا پانی رواں دواں ہو۔ تو جب انسان چلتا رہتا ہے اپنے کام میں لگا رہتا ہے اس کے اندر پاکی آتی ہے چاہے اس کی رفتار بہت ہی سست کیوں نہ ہو۔ کیوں کہ ایک نہ ایک دن جو آدمی چل رہا ہے اپنی منزل پر پہنچ جائے گا اور ایک آدمی چل ہی نہیں رہا وہ منزل پر کیسے پہنچے گا اس لئے تھوڑا بہت مجاہدہ کرتے رہنا چاہیئے۔ اللہ پاک ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔ اور اللہ سے بس ایک چیز مانگیں کہ اللہ اپنا بنالیں بس۔

باقی دنیا کے اندر کسی کی بزرگی بھی ظاہر ہوگئی اور لوگ اس کو بزرگ سمجھتے گئے خدانخواستہ اگر اللہ تعالیٰ کل قیامت کے دن یہ کہہ دے کہ تو مجھے پسند نہیں ہے تو ایسی بزرگی کا کیا فائدہ۔ اللہ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ اس لئے آدمی کو انسان بننا چاہیئے اللہ پاک ہم سب کو انسان بنائے۔ اس کی کوشش کرتے رہنا چاہیئے بالخصوص جو ساتھی تعلق والے ہوتے ہیں کسی بزرگ سے تعلق رکھتے ہیں ان کو صرف اس پر اکتفا نہیں کرنا چاہیئے کہ بیعت ہوگئے تو کافی ہے بیعت تب فائدہ دے گی جب وہ عقیدت کے ساتھ اخلاص کے ساتھ اپنے شیخ کے ساتھ منسلک رہے گا ان شاء اللہ تعالیٰ خاتمہ ایمان پر ہوجائے گا جیسا کہ ایک آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتا ہے زندگی بھر نیکی کا کوئی کام نہیں کرتا اور شرک بھی نہیں کرتا اور خاتمہ بھی ایمان پر ہو تو یہ ساری بداعمالیوں کی سزا بھگت کر جنت میں چلا جائے گا۔

اسی طرح ایک آدمی اپنے شیخ کے ساتھ اخلاص سے لگا ہوا ہے کرتا کچھ بھی نہیں ہے اس کا اتنا تو ہوجائے گا کہ وقت آنے پر اس کا خاتمہ ایمان پر ہوجائے گا البتہ کچھ کیا نہیں تو ترقی بھی نہیں ہوگی اور ترقی کے لئے ضروری ہے کہ آدمی کچھ نہ کچھ چلتا رہے۔

اور اپنے شیخ کے سامنے اپنی بات رکھے بعض اوقات انسان کو اپنے مرض کا خود نہیں معلوم ہوتا بلکہ شیخ کے سامنے کوئی گفت گو کرتا ہے یا بات عرض کرتا ہے اگر چہ وہ بات نہ ہو جو اس نے سمجھی ہے تو اس کے شیخ کو پتہ چل جاتا ہے تو اس لئے سالکین کو جو خواب آتے ہیں تو اپنے شیخ کو خواب سنالیں وہ سن لے گا مگر اس سے تعبیر کا مطالبہ نہ کریں۔ کیوں کہ اسے پتہ چل جاتا ہے کہ اللہ تعالی اسے کس رخ پر اصلاح کے لئے لانا چاہتے ہیں کیوں کہ خواب من جانب اللہ بھی ہوتے ہیں نفس کے بھی ہوتے ہیں اور خیالی بھی ہوتے ہیں تو شیخ تمیز کرلے گا۔

اس لئے ان ساری چیزوں کی اصلاح انفرادی طور پر ہوتی ہے اجتماعی طور پر تو ترغیب ہوتی ہے اور ترغیب جو ہوتی ہے وہ اعمال میں ہوتی ہے باطن میں نہیں ہوتی باطن میں اس کو کیسے ترغیب دے کر کہے گا کہ تکبر چھوڑ دو۔

اگر مجمع میں شیخ نے عمومی بات کر دی تو میں نے عمومی بات کا آپ کو نتیجہ بھی بتایا ہے کہ ہر آدمی یہ سوچتا ہے کہ یہ بات مجھ میں تو نہیں ہے کسی اور کو کہہ رہے ہوں گے کچھ عرصہ ۶۰/۵۰ سال پہلے چلے جائیں اس وقت مشائخ کی خدمت میں بیٹھنے والا ہر آدمی اپنے گریبان میں جھانکتا تھا اور آج کل مشائخ کی خدمت میں بیٹھنے والا ہر آدمی دوسرے کی گریبان میں جھانکتا ہے یہ فرق آ گیا ہے۔ اس وقت ہر آدمی دیکھتا تھا کہ یہ عیب مجھ میں ہے دوسرے میں نہیں ہے اب تو ساری دنیا عیب دار نظر آتی ہے اور خود کو عیبوں سے پاک دیکھتے ہیں۔

ایک مولانا کا خط اور اس کا جواب:

آج سے بیس بچیس سال پہلے کی بات ہے کہ: ایک مولانا نے مجھے خط لکھا کہ میں نے تو بہت کوشش کی ہے مجھے مجھ میں تو کوئی عیب نظر نہیں آتا۔

میں نے اس کو جواب میں لکھا کہ: اگر آپ کو کوئی عیب بھی نظر نہیں آتا تو بیٹھ کر یہ سوچو کہ یہ بھی تو ایک عیب ہے کہ آپ کو عیب نظر نہیں آتا۔ تو آپ کیسے کہتے ہیں کہ میں عیب سے بچا ہوا ہوں کیوں آدمی جتنے بڑے درجہ کا بھی ہو اس میں بھی عیب ہے سوائے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے۔

ہرایک میں کوئی نہ کوئی عیب ہوتا ہے۔کوئی نہ کوئی کمی کوتاہی تو ہوتی ہے یہ کیسے ہوگیا کہ ہم نے اپنے آپ کومبرا سمجھ لیا کہ ہم میں کوئی عیب ہی نہیں ہے عیب ہم میں ضرور ہے البتہ ہماری کم فہمی کی وجہ سے ہماری سمجھ میں نہیں آرہا۔ہم اپنے عیب پر نظر نہیں کئے ہوئے۔عیب ضرور موجود ہیں دنیا کے اندر کوئی انسان عیبوں سے پاک نہیں ہوتا۔اگر عیبوں سے پاک ہوجائے تو فرشتہ ہے۔پھر تو اسے عبادت کی اور اس طرح کے کاموں کی ضرورت ہی نہیں ہے اس لئے عیب ہمارے میں موجود ہیں مگر یہ ہماری کم فہمی ہے کہ ہم اپنے عیبوں کو دیکھتے نہیں ہیں۔اور یہ بھی ایک عیب ہے۔اور اگر ہم اسی عیب کو دور کرنے کی فکر کرلیں تو اللہ تعالی کے فضل وکرم سے باقی عیب بھی نظر آجائیں گے کیوں کہ جب ایک آئینہ ہمیں مل جائے گا کہ ہم عیب دار ہیں۔تو پھر ایک نہ ایک دن ہمیں اپنا تکبر بھی نظر آئے گا۔حسد بھی نظر آئے گا۔بغض بھی نظر آئے گا۔بے صبری اور ناشکری بھی نظر آئے گی۔

ہمارے دین میں بنیادین تین چیزیں ہیں :

اللہ پاک نے ہمیں جو دین عطا فرمایا ہے اس میں بنیادی طور پر تین چیزیں ہیں:

۱)اول عقائد ہیں جسے ایمان کہتے ہیں۔

دوسری چیز عبادات ہیں، پھر عبادات کی بہت ساری صورتیں ہیں۔

عبادت صرف یہی نہیں ہوتی کہ آدمی صرف نوافل پڑھنے لگے یا ذکر فکر کررہا ہو۔

عبادت کے دوطریقے ہیں:

(۱)حقوق اللہ (۲)حقوق العباد

حقوق اللہ بھی عبادت ہے اور حقوق العباد بھی عبادت ہے۔کیوں کہ وہ اللہ کا حکم ہے کہ کس چیز کا کیا اکرام کرنا ہے اور کس چیز کا کیا ادب کرنا ہے اس کے کیا حقوق ہیں۔یہ سب اللہ کی طرف سے ہے۔

اس لئے ہمارے آقا دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رض میں بعد میں یہ بات تھی ، اگر وہ

ذاتی عبادت کررہے ہوتے اور کسی مسلمان کا کوئی مسئلہ آجاتا تو وہ اس کو چھوڑ کر اس (مسئلہ) کو حل کرنے کے لئے چل پڑتے یوں کہ ان کے نزدیک وہ بھی عبادت تھی۔

ایک تو عقائد ہیں وہ سب کو معلوم ہیں کہ اللہ وحدہ لاشریک لہ ہے اور انبیا علیہم الصلاۃ والسلام پر ہم ایمان لاتے ہیں، اسی طرح اللہ کی جو نازل کی ہوئی کتابیں ہیں اور قیامت کے دن پر، یعنی مرنے کے بعد اٹھنے پر۔ اس کا تعلق ایمانیات سے ہے، عقائد سے اس کا تعلق ہے۔

اور عبادات جیسے نماز، روزہ، حج، زکاۃ اور اسی طرح اس کے متعلقات جو ہیں یہ عبادت ہے۔

۳) اور تیسری چیز جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمائی وہ اِحسان ہے، تزکیہ ہے، اصلاح ہے، تہذیب اخلاق ہے اس کو سلوک کہتے ہیں اس کو تصوف کہتے ہیں۔ تو ان تین چیزوں کے مجموعے کا نام دین ہے۔

اگر ان میں سے ایک کو اختیار کیا جائے دوسرا نہ اختیار کیا جائے اور تیسرا نہ اختیار کیا جائے تو وہ مکمل دین نہیں ہوگا۔ ادھورا ہے۔ اور مکمل اسی وقت ہوتا ہے جب کیفیت اِحسان کی ہو البتہ اِحسان کی کیفیت دو طرح کی ہے:

۱) أن تعبد الله كانك تراه

۲) فان لم تكن تراه فإنه يراك

کہ تو اللہ کی عبادت ایسے کر کہ تیرا یہ تصور ہو کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔

ان دو تصوروں سے ہٹ کر جو عبادت ہوگی چاہے وہ حقوق العباد سے ہو یا حقوق اللہ سے ہو وہ عبادت مؤثر نہیں ہے وہ اللہ کے ہاں قبول نہیں ہوتی۔

یہ کیفیت ہونا ضروری ہے کہ ہم جو بھی کام کریں اس میں اللہ تعالی پر نظر رکھیں کہ اللہ پاک ہمیں دیکھ رہا ہے یہی وہ طاقت ہے جو انسان کو ہر جگہ پر انسان رکھتی ہے۔ ورنہ تو یہ طاقت

انسان کے اندر موجود نہ ہوتو وہ تنہائی میں حیوان بن جائے گا،حیوانوں والے کام کرے گا۔جیسے آج ہم دنیامیں دیکھتے ہیں کہ جتنے ترقی یافتہ ممالک لوگ ہیں وہ جوں جوں مادی طور پر ترقی کرتے جارہے ہیں، ویسے ہی روحانی طور پر دیوالیہ ہوتے جارہے ہیں۔کیوں کہ ان کا یہ تصور ختم ہوگیا کہ اللہ بھی موجود ہے کیوں کہ جب یہ تصور ختم ہوجاتا ہے تو انسان جانوروں کی طرح زندگی گذارتا ہے۔

آپ دیکھ لیں جب اللہ تعالی وحدہ لاشریک لہ کا تصور ختم ہوا تو کتنی بت پرستی آگئی، ہر ایک نے ہر معاملے کے لئے الگ الگ ایک بت بنایا۔کیوں کہ اللہ جل شانہ سے جب خوف ہی نہیں رہا۔

جب ایک آدمی کمرے کے اندر ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ یہاں کوئی نہیں ،تو ظاہر بات ہے کہ وہ گناہ سے کیسے بچ سکتا ہے۔اگر اس کے تصور میں ہو کہ یہاں بھی اللہ کی ذات موجود ہے کیوں کہ اللہ جل شانہ تو ساری کائنات میں یکساں ہیں۔یہ نہیں ہے کہ کسی کمرے میں کم ہیں یا نہیں ہیں، یا کسی جگہ ہیں۔تو اس تصور کو بٹھانے کے لئے اور اس تصور کو حاصل کرنے کے لئے اس تصور کی حقیقت کو پانے کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی اصلاح کرے اور جب تک وہ اپنے نفس کو دبائے گا نہیں۔

اللہ تعالی نے کسی چیز کو بے مقصد نہیں بنایا:

اللہ تعالی نے جس چیز کو بھی پیدا کیا اس چیز کا بھی کوئی مقصد ہے اس کائنات میں کوئی ایک ذرہ بھی بے مقصد نہیں ہے۔اس کو اللہ تعالی نے کسی مقصد کے لئے پیدا کیا ہے وہ ہماری سمجھ میں بعض اوقات نہیں آتی۔

حضرت صوفی صاحبؒ کا حضرت شیخ الحدیثؒ سے سوال:

ہمارے حضرت صوفی صاحب نوراللہ مرقدہ فرمایا کرتے تھے کہ:

حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ تعالی علیہ جب بیعت کرتے تھے تو یہ کہتے تھے کہ:

بھلا ہو یا برا سب اللہ کی طرف سے ہے۔

صوفی صاحب فرمانے لگے کہ میں نے ایک مرتبہ شیخ سے پوچھا کہ بھلا تو سمجھ آتا ہے کہ اللہ کی طرف سے ہے یہ برا کیا ہے؟

حضرتؒ نے فرمایا کہ: بھائی! بھلا تو ہے جو آپ کو اور ہمیں سب کو سمجھ میں آتا ہے اور برا یہ ہے کہ ایک چیز ہمارے سامنے ظاہر ہوتی ہے اور ہم اسے اچھا نہیں سمجھتے، ہم اس کو برا سمجھتے ہیں مگر یہ ضروری نہیں کہ یہ اللہ کے ہاں بھی برا ہو۔

ایک چیز ہمیں ناپسند ہے، ضروری نہیں کہ وہ اللہ کے ہاں بھی ناپسند ہو کیوں کہ انسان کے اندر یا انسان کے باہر جو بھی چیز اللہ نے اس سے جوڑی ہے اس کا کوئی نہ کوئی مقصد ضرور ہے۔

ہمارے اندر اخلاق رذیلہ نہ ہوتے تو ہم ولی ہوتے:

اب ہم یہ کہیں کہ اللہ تعالی ہمارے اندر اخلاق رذیلہ نہ رکھتا، تکبر ہے، حسد ہے، کینہ ہے، بغض ہے، حب جاہ ہے، بے صبری ہے، ناشکری ہے۔ یہ چیزیں ہمارے اندر نہ رکھتا تو ہم ولی نہ ہوتے؟

اب اللہ نے یہ چیزیں ہمارے اندر رکھی ہیں تو ہم کیا کریں؟ ہم پھنس جاتے ہیں، نفس بھی تو ہمارے اندر موجود ہے تو ہم کیسے اللہ کی راہ چلیں؟ تو یہ مغالطہ شیطان ڈالتا ہے۔

تو میرے عزیز دوستو بات یہ ہے کہ جو کچھ اللہ نے ہمارے اندر رکھا ہے وہ فی نفسہ بری چیز نہیں ہے البتہ اس کا استعمال ہم برا کر لیتے ہیں۔

اس کی ظاہری طور پر مثال لے لیں کہ آنکھ ہماری ہے اللہ نے ہمیں عطا فرمائی ہے اس کا استعمال ہمارے اختیار میں دیا ہے کہ کہاں اس کو بند کرنا ہے کہاں اس کو کھلا رکھنا ہے تو اللہ نے یہ اختیار ہمیں دیا ہے، اگر ہم اپنے اس اختیار کو استعمال کرتے ہوئے اس کو بری جگہ استعمال کریں گے تو یہ ہمارا جرم ہے اللہ نے تو آنکھ کو برا نہیں بنایا نا؟

اس کے کتنے فائدے ہیں؟ اگر آنکھ نہ ہوتی تو یا ہم یہ جہاں دیکھ سکتے تھے؟

تو اس میں خیر ہی خیر ہے۔ مگر بات یہ ہے کہ استعمال کا اختیار ہمیں دیا تو ہم نے اس کو غلط استعمال کیا اور اللہ نے ہمیں منع کیا کہ اس کا غلط استعمال نہیں کرنا۔ یہ چیزیں میں تمہیں امانت کے طور پر دے رہا ہوں۔ اس کا غلط استعمال نہیں کرنا۔

اسی طرح زبان ہے، ہاتھ پاؤں ہے دل ہے، دماغ ہے۔ اگر ہم ان ساری صلاحیتوں کو اللہ کے لئے خرچ کریں اور اللہ کے بتائے ہوئے طریقوں پر ان کو لگائیں، تو یہی اللہ تک ہمارے پہنچنے کا ذریعہ بن جائیں گی۔

اب دنیا میں سائنسی طور پر دیکھیں، ایک موبائل آ گیا، اب اس کا استعمال اچھا بھی ہے اور برا بھی ہے، اس کا استعمال برا کریں گے تو آپ بدترین آدمی بن جائیں گے اور اگر اس سے اچھائی کا کام لیں گے تو آپ کو فائدہ ہوگا۔

اب کہیں کہ اسے بنانے والے بنایا ہی کیوں تھا؟ اس سے برائی پیدا ہوتی ہے تو بنانے والے نے بنا دیا اس پر اعتراض نہیں ہو سکتا۔ یہ تو اعتراض ہم پر ہے کہ ہم اس کا استعمال کس طرح کرتے ہیں۔ اگر ہم اس کو صحیح استعمال کریں تو اس کا ہمیں فائدہ ہے۔

اور آج دیکھ لیجئے ہزاروں میل دور ہر آدمی جہاں چل رہا ہو، پھر رہا ہو، وہ اپنے آدمیوں سے رابطہ کر لیتا ہے۔ اگر یہ بھی نہ ہوتا تو رابطہ بھی نہ کرتے۔ البتہ جو اس میں غلط کام ہے اس کو اگر کوئی استعمال کرتا ہے تو ظاہر ہے کہ اس کے اخلاق خراب ہوں گے۔

تو اسی طرح جتنی ہماری باطنی صلاحیتیں ہیں، تکبر کا ختم کرنا مقصود نہیں ہے، اس کو اللہ کے حکم کے مطابق ڈھالنا ضروری ہے، حسد جو ہے وہ ختم کرنا مقصود نہیں ہے، اس کو اللہ کی طرف ڈھالنا ضروری ہے۔

اگر آدمی کے اندر حسد نہیں ہوتا تو وہ کوئی کام نہیں کرتا، اب حسد ہوگا تو میں دیکھتا ہوں کہ یہ آدمی روزانہ سو رکعتیں پڑھتا ہے تو اب میرے اندر یہ شوق پیدا ہو کہ یہ آدمی پڑھتا ہے

تومیں بھی پڑھوں۔اس کوغبطہ کہتے ہیں یعنی حسد کی اصلاح ہوجائے تووہ غبطہ بن جاتا ہے۔اور نہ اصلاح ہوتو حسد ہے۔اور یہ حسد ایسی چیز ہے کہ انسان کومحسوس بھی کم ہوتی ہے اورانسان کی نیکیوں کواس طرح کھاجاتی ہےجس طرح دیمک لکڑیوں کوکھاجاتی ہے۔

ہم نے دیکھا کہ ایک آدمی عبادت گذار ہے اور ہمارابھی دل چاہا کہ ہم عبادت گذار بنیں ،توہم بھی غبطہ کریں گے اور ہم بھی عبادت شروع کردیں گےاوراس کے لئے دعا کریں گے کہ اللہ تعالی اس کواورترقی دےاورہمیں بھی اس کام میں لگا۔

اوراسی طرح تکبر کاختم کرنامقصودنہیں ،مقصود یہ ہے کہ اسے راہ راست پرر کھے آدمی۔جواللہ نے چاہاہے اس کے مطابق اس کواستعمال کریں۔اگرتکبرختم ہوجائے توکوئی مجاھدبھی کسی دشمن سےلڑائی نہیں کرسکتا،کیوں کہ اپنے کوطاقت ورسمجھے گا تولڑے گا اگراپنے کوطاقت وراور بڑاہی نہیں سمجھتا وہ توڈھیر ہوجائے گا۔

اگرانسان کے اندر تکبر نہ ہو،وہ اپنے آپ کوبڑانہ سمجھتاہو،اپنے کواعلی نہ سمجھتاہو،تووہ کافروں سےلڑنہیں سکتا،تواس لئے وہاں تکبرمحمود ہےاوراپنے جیسے دوست احباب سے،اپنے تعلق محبت والوں سے،اپنے مسلمانوں سے حتی کہ کافروں کے ساتھ عمومی زندگی میں تکبر کااظہارمذموم ہے۔

آپ دیکھیں جوعمرہ پرجاتے ہیں،حج پرجاتے ہیں وہ جناب والاتین چکراکڑاکڑکر لگاتے ہیں،یہ تکبرہی توہے نا؟مگر یہ محمود ہےاس لئے کہ جب صحابہ کرامؓ عمرۂ قضا پرتشریف لائے،حضورعلیہ الصلاۃ والسلام کےساتھ تواتنے معاملات اوراتنی وسعت کھانے پینے کی نہیں تھی جوآج کل ہیں تووہ کچھ کمزورہوئے اورکچھ مدینہ کی آب وہوا کابھی اثرتھا،کافرہنستے تھے کہ یہ ہمارےساتھ لڑتے ہیں یہ جوہوامیں بھی ہل رہے ہیں یہ لڑیں گے ہمارے ساتھ۔

توحضورعلیہ الصلاۃ والسلام نے جب یہ بات سنی توصحابہ کرامؓ سے عرض کیا کہ ایک کندھابھی ننگا کرلواورتین چکراکڑاکڑکرلگاؤ،سینہ تان کراورجیسے متکبرلوگ چلا کرتے ہیں اس

طرح چلو، اللہ پاک کو یہ ادا ایسی پسند آئی کہ عمرے اور حج کا طواف ہے تو اس میں اگر یہ کام نہ کیا جائے تو دم واجب ہوجاتا ہے، اللہ تعالی کو صحابہ کرامؓ کی یہ ادا پسند آئی کہ اس تکبر کو جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا اس تکبر کو محمود بنادیا۔ اگر کوئی بزرگ، کوئی عالم، فاضل وہاں جا کر یہ کہے کہ مجھے شرم آتی ہے متکبرانہ چال چلتے ہوئے تو اس کا عمرہ، حج صحیح نہیں ہوگا۔ دیکھو وہاں پر یہ کرنا محمود ہے۔

اور اس کے علاوہ اکڑ اکڑ کر چلنا اس کے بارے میں قرآن پا میں فرمایا ہے:

رحمان کے جو بندے ہیں وہ ہمیشہ جھکے جھکے چلتے ہیں، اکڑ اکڑ کر نہیں چلتے۔

اکڑ اکڑ کر چلنا تکبرانہ چال ہے، اور یہ جو ہے اللہ کے ہاں پسندیدہ نہیں ہے، تو جتنی اللہ تعالی نے ہمارے اندر صلاحیتیں رکھی ہیں ان صلاحیتوں کو مولانا تھانویؒ کی زبان میں وہ فرماتے ہیں کہ: ان چیزوں کا ازالہ نہیں چاہئے امالہ چاہئے۔ اللہ تعالی یہ نہیں چاہتے ان چیزوں کو بالکل ختم کردو۔

مثنوی کا ایک قصہ:

وہ ایک قصہ لکھا ہے (مولانا روم نے نقل کیا ہے) کہ چنگیز خانیوں نے حملہ کیا تو مسلمانوں کی فوج مقابلے کے لئے جارہی تھی تو ایک الگ تھلگ رہنے والے کو بھی جوش اٹھا کہ ہم بھی جہاد کریں، اس نے سپہ سالا کو کہا کہ جی میں بھی چلوں گا جہاد پر۔

اس نے کہا کہ: حضرت صاحب! آپ یہاں ہی بیٹھ کر ہمارے لئے دعا کرتے رہیں۔ آپ کیا کریں گے وہاں؟

اس نے کہا کہ: نہیں! میں جاؤں گا۔ تم مجھے محروم کرنا چاہتے ہو۔

انہوں نے کہا: اچھا جی، چلیں۔

جب میدان میں پہنچ گئے، خیمے لگ گئے اور صفیں آراستہ ہوگئیں تو اس نے کہا کہ: میں بھی میدان میں لڑوں گا۔

توآخر جس کوسپہ سالار بنایا جاتا تھا اس زمانے میں تو اس میں اتنی عقل اور سمجھ ہوتی تھی کہ وہ آدمی کو دیکھ کر پہچان لیتا تھا کہ یہ میدان میں مار کھا کر آئے گا یا کچھ کر کے آئے گا۔

انہوں نے کہا: حضرت! آپ پیچھے سامان کی رکھوالی کریں، یہ بھی جہاد ہے۔ پیچھے خیموں میں آپ پہرہ دیں۔

وہ پہرہ دینے کے لئے ٹھہر گیا، مسلمانوں کی چنگیز خانیوں سے لڑائی ہوئی، فتح اللہ نے دی، واپس آئے تو وہ بہت غصہ ہوا اور کہنے لگا کہ:

میں اگر میدان میں ہوتا تو اپنے ہاتھ کا زور دکھاتا اور کسی کافر کو قتل کرتا، تم لوگ یہاں مجھے عورتوں کی طرح پیچھے چھوڑ گئے، میں جہاد نہیں کر سکا۔

سپہ سالا نے کہا کہ: حضرت! آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ ہم یہ قیدی لے کر آئے ہیں، ہم نے قیدیوں کو اسلام پیش کیا ہے، یہ اسلام قبول نہیں کر رہے۔ ہم آپ کو ایک قیدی دیتے ہیں، آپ اسے خیمے کے پیچھے لے جا کر اسے قتل کر دیں، کافر کو قتل کرنے کا ثواب مل جائے گا۔

تو اس کو تلوار دے دی، قیدی کے دونوں ہاتھ بھی بندھے ہوئے ہیں اور پاؤں میں بیڑیاں ڈلی ہوئی ہیں۔ وہ اس قیدی کو پیچھے لے گیا۔ ایک منٹ/دو منٹ/دس منٹ/بیس منٹ گذر گئے۔ اب وہ تو ایک منٹ کا کام تھا۔

سپہ سالا نے اپنے ایک آدمی کو کہا کہ: ذرا دیکھو تو صحیح کیا مسئلہ ہوا، ابھی تک گردن مار کر آئے نہیں۔ جب وہاں گئے تو دیکھا کہ یہ نیچے پڑا ہوا ہے اور جس کے ہاتھ بھی بندھے ہوئے تھے اور جس کے پاؤں میں بیڑیاں تھیں وہ اس کے اوپر چڑھا ہوا ہے اور اس کے گلے کی رگ کو اپنی دانتوں سے کاٹ رہا ہے۔

خیر! انہوں نے اس کو اٹھایا، اس کو پکڑا اس کی گردن کاٹ دی۔ دوسرے کو لے کر آئے سپہ سالا کے پاس۔ گلاب وغیرہ، عرق وغیرہ سے اس کے زخم پر پٹی وٹی کی۔ ہوش میں جب

آیاتواس سے پوچھا کہ: حضرت کیا مسئلہ ہو گیا تھا؟ آپ تو بڑے شوق سے لے گئے تھے۔ آپ تو خود زخمی ہو گئے۔

اس نے کہا کہ: جب میں اس کی گردن پر تلوار چلانے لگا نا؟ تو اس نے مجھے گھور کر دیکھا تو میں بے ہوش ہو کر گر گیا، انہوں نے کہا کہ: حضرت! ہم تو پہلے ہی کہتے تھے کہ آپ میدان کے آدمی نہیں ہیں۔ آپ مہربانی کریں، یہیں بیٹھ کر ہمارے لئے دعائیں کریں۔

دیکھئے! اگر ہمارے اندر حرص نہ ہوتو آپ نیکی نہیں کر سکتے۔ برائی کو تو چھوڑیں۔

اگر آپ کے اندر حرص نہیں ہے تو آپ عبادت کریں گے؟

تو اس لئے حرص کا مادہ رہنا ضروری ہے، ہاں! البتہ جن معاملوں میں چیز فانی ہوتی ہے، چاہے عزت وجاہ کے معاملے کے ساتھ تعلق رکھتی ہو، چاہے وہ مادیت کے ساتھ تعلق رکھتی ہو یا علم کے ساتھ، تقوی کے ساتھ تعلق رکھتی ہو اس میں حرص مذموم ہے۔ اس میں حرص نہیں ہونی چاہئے۔

حرص کرنی چاہئے ایسی چیز میں جو اللہ کی طرف لے جانے والی ہو، اگر ایسی چیز میں ہم حرص کریں گے تو یہ محمود ہے۔

اسی طرح جناب والا صبر کرنا، اب صبر کرنا یہ اچھی بات ہے یا بری بات ہے، مگر کہاں پر صبر؟

ایک آدمی آپ کے سامنے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو برا بھلا کہتا ہے، آپ متحمل مزاج صبر والے اسے خاموشی کے ساتھ سنتے ہیں، یہ صبر نہیں، یہ صبر کرنا بری بات ہے۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ آقا دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دفعہ ارشاد فرمایا:

جو آدمی اپنی بیوی کو کسی غیر مرد کے ساتھ دیکھے تو اس کو چاہئے کہ چار گواہ لائے۔

تو ایک دیہاتی صحابیؓ اٹھ کے کھڑے ہو گئے اور کہا کہ: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اگر میں اپنی بیوی کو دیکھوں یہ کام کرتے ہوئے تو میں اس کی گردن کاٹ دوں گا۔ میں

چار گواہ کہاں سے تلاش کروں گا۔

توحضور ﷺ کا چہرہ مبارک سرخ ہوگیا اور دونوں آبروؤں کے درمیان کی رگ ابھر آئی اور فرمایا کہ:

بیٹھ جا! اللہ تجھ سے زیادہ غیرت مند ہے اس کا رسول تجھ سے زیادہ غیرت مند ہے اور اہل ایمان تجھ سے زیادہ غیرت مند ہیں۔

اس کو یہ بات بتائی جو اللہ کہہ رہا ہے، اللہ پاک زیادہ شفیق بھی ہے مہربان بھی ہے اور برائی کو روکنے والا بھی ہے۔ اللہ پاک فرمارہا ہے: اگر کوئی اپنی بیوی کو برائی میں دیکھے یا کسی کو بھی دیکھے تو چار گواہ لائے۔

تو پھر تم کون ہوتے ہو یہ کہنے والے۔

شرعی مسئلہ ہے اگر وہ آدمی اپنی بیوی کو قتل کردے اور گواہ موجود نہ ہوں، چار گواہ نہیں ہیں، تو اس کو سزا ملے گی کہ کیوں مارا اس کو۔

دیکھئے حضور ﷺ کتنے غصے ہوئے، آپ کہیں جی وہ تو رحمۃ للعالمین تھے، اس وقت صبر وتحمل کرتے، دیہاتی آدمی تھا، کہہ دیتی تھی بات، تو سن لیتے، مگر حضور علیہ الصلاۃ والسلام ناراض ہوئے۔

اسی طرح حضرت اسامہؓ نے ایک یہودی عورت جس نے چوری کی تھی اس کا ہاتھ کاٹنا تھا، اس کی سفارش کی۔

حضرت اسامہؓ حضور ﷺ کو بہت پیارے تھے مگر حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: اُسامہ! اگر میری بیٹی فاطمہؓ بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹتا۔

تو میں یہ عرض کررہا تھا کہ حضور ﷺ نے حضرت اُسامہؓ کو کہا کہ تو اللہ کے حدود میں دخل اندازی کرتا ہے، ناراض ہوئے اس وقت ناراضگی کا اظہار کرنا یہ تربیت تھی اور ضروری تھا اور اس طرح کے بے شمار واقعات ہیں۔

اب ہم ان اخلاق کو ان بداخلاقیوں کو جو ہمارے اندر صلاحیتیں ہیں ان کو اعتدال پر کیسے رکھنا ہے، اس کے لئے کسی شیخ کی صحبت کی ضرورت ہے، جب شیخ کو اختیار کر لے تو اس کے بعد اگلا کام ہے، وہ یہ ہے کہ دو طریقہ سے ان اخلاق رذیلہ کو ان بدتہذیبی کو، تکبر، حسد، بغض، کو ختم کرنے یعنی اعتدال پر لانے کے لئے دو طریقے ہیں:

ایک طریقہ تو یہ ہے کہ: ذکر اتنا کرے، اتنا کرے کہ یہ بداخلاقیاں دب جائیں۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ: ان کو اپنے شیخ کے سامنے رکھ کر کہ: میرے میں یہ مرض ہے اس کا جو علاج بتائیں وہ علاج کرے۔

یہ دو طریقے ہیں۔ ایک تو ذکر اتنا کرے کہ یہ خود بخود دب جائیں، دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اپنے شیخ کے پاس لے جائے کہ میرے میں تکبر ہے، تکبر کس طرح کا ہے، اس کو صاف صاف بتادے کہ میرے میں تکبر ہے حسن وجمال کی بنیاد پر، یا میرا جو تکبر ہے وہ تقوی کی بنیاد پر ہے یا میرا تکبر علمیت کی بنیاد پر ہے یا میرا تکبر حسب ونسب کی بنیاد پر ہے۔

تو وہ اپنا تکبر بتائے گا تو اِن شاءاللہ وہ اس کا علاج بتائے گا، ایک علاج بتائے گا، اگر اس میں کچھ فرق پڑتا ہے تو وہ جاری رکھے گا۔ اگر نہیں فرق پڑتا تو دوسرا علاج بتائے گا، کیوں کہ اللہ پاک نے مادی لائن سے جسمانی لائن سے جو بیماری رکھی ہے، روحانی لائن سے، اس کا علاج بھی رکھا ہے۔

مگر چوں کہ اللہ ہر دور میں اپنے بندوں کی اصلاح فرماتا ہے تو ہر دور کا جو شیخ ہوتا ہے اس کے دل میں ڈال دیتا ہے اس کو یہ علاج بتاؤ اس سے فائدہ بھی ہوتا ہے۔

تو ان بداخلاقیوں کا امالہ کرنے کے لئے یہ طریقہ ہے، اس طریقہ کو اختیار کئے بغیر أن تعبد اللہ کأنك تراہ، تک نہیں پہنچ سکتے۔

جب ہماری یہ بداخلاقیاں دب جائیں گی، اعتدال پر آجائیں گی تو پھر ہمارے اندر یہ جو روز روز کی گڑبڑ ہو رہی ہوتی ہے، یہ ختم ہوجائے گی، پھر ہماری توجہ اللہ کی طرف ہوجائے

گی۔ پھر جب اِن شاء اللہ تعالیٰ ہم ان چیزوں کو دبالیں گے تو پھر ہم عبادت میں اپنے رب کو دیکھیں گے، یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ انہونی بات ہے نہیں! یہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے اختیار میں رکھی ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے دین کے اندر کسی ایسی چیز کو نہیں لائے جو انسان کے اختیار میں نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ فراڈ کو جانتے ہیں:

اگر انسان ولی بننا چاہے مثلاً بیس (۲۰) آدمی بیٹھے ہیں سارے تہیہ کرلیں کہ ہم نے اللہ کا ولی بننا ہے تو اللہ کے خزانے میں کوئی کمی نہیں ہے، سب ولی بن جائیں گے۔ مگر اس کے لئے محنت مجاہدہ کرنا پڑے گا۔ اس کے لئے اپنے آپ کو اس بھٹی سے گذارنا پڑتا ہے کیوں کہ اللہ کا تعلق اس وقت حاصل ہوتا ہے جب وہ مخلص ہوجائے اگر وہ فراڈ کر رہا ہے تو اللہ تعالیٰ فراڈ کو جانتے ہیں نا؟

نبی کو بھی دھوکہ دیا جا سکتا ہے، مگر وہ دھوکے میں رہتا نہیں ہے:

باقی تو سب پھنس سکتے ہیں، ولی پھنس سکتا ہے نبی بھی دھوکے میں آسکتا ہے۔

دیکھئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں ایک وفد آیا، انہوں نے کہا کہ: ہم مسلمان ہوگئے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمارے ساتھ کچھ لوگوں کو بھیج دیں جو ہماری تعلیم کریں، چوں کہ اللہ کی طرف سے وحی نہیں آئی تھی اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ستر (۷۰) قاری بھیج دیئے۔ عالم، فاضل، جو صحابہ کرامؓ میں زیادہ سمجھ دار تھے۔ ان کو بھیجا ان کے ساتھ۔ مگر انہوں نے راستے میں ان کو گھیر کر شہید کر دیا۔

شہید ہونے کے بعد جبرئیلؑ آئے اور انہوں نے بتایا۔

اس سے پتہ چلا کی نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بھی دھوکہ دیا جا سکتا ہے، ہاں! البتہ نبی اس دھوکے میں رہتا نہیں، اللہ وحی کے ذریعے بتا دیتا ہے۔

پیر کو بھی دھوکہ دیا جا سکتا ہے:

اور جو باقی لوگ ہیں مثلا کوئی پیر ہے،کوئی بزرگ ہے اس کو بھی مرید دھوکہ دے سکتا ہے کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے۔مگر یا تو اللہ اسے الہام کے ذریعے بتا دے گا کہ یہ بات اس نے غلط کی ہے۔

خدا کو پانے کا آسان طریقہ انکساری و خدمت خلق ہے:

تو اس چیز کو حاصل کرنے کے لئے ،اس کا بہترین اورآسان راستہ ، تواضع، انکساری، عاجزی ہے اور اس طریقہ سے آدمی جلدی پہنچ جاتا ہے اور اسی کا شعبہ ہے خدمت خلق،اس لئے جولوگ خدمت خلق کرنے کے عادی ہوتے ہیں وہ جلد ترقی کر جاتے ہیں۔خدمت خلق اس لئے نہیں کہ لوگ ہماری واہ واہ کریں گے۔

میں اس لئے خدمت کرتا ہوں کہ یہ اللہ کی مخلوق ہے اور میں اس کی خدمت کروں اور اس کا کسی کو پتہ بھی نہ چلتا ہو تو اس راستے میں ترقی جلدی ہوتی ہے۔ذکر وفکر ومراقبات سے ترقی ذرا دیر سے ہوتی ہے۔

اللہ کو پانے کے لئے کچھ چھوڑنے کی ضرورت نہیں:

اللہ مجھے بھی اورآپ کو بھی توفیق عطا فرمائے کہ ہم صحیح معنوں میں اپنی اصلاح کی فکر میں لگ جائیں اور یہ کوئی ایسی بات نہیں اس کے لئے کچھ چھوڑنے کی ضرورت نہیں ہے کہ کاروبار چھوڑ دیں نہیں ،تھوڑا وقت نکالیں،اس میں کھانا چھوڑنے کی ضرورت نہیں ہے ہاں ! تھوڑا سا کم کر دیں،اس میں دوستی چھوڑنے کی ضرورت نہیں،البتہ گپ شپ تھوڑی کم کر دیں اوراسی طرح نیند چھوڑنے کی بھی ضرورت نہیں کہ ساری رات آپ عبادت کریں،آپ صبح صادق سے آدھا گھنٹہ پہلے اٹھ کر چار رکعت پڑھ لیں اللہ اسی سے ترقی دے دے گا۔

یہاں چھوڑنے چھوڑنے کی باتیں نہیں ہیں، ہمارے اکابر کا تحقیقی تجربہ ہے کہ آدمی کام

کرتا رہے چاہے تھوڑا سا ہو، روزانہ کرے تو وہ آدمی ترقی کر لیتا ہے اور جو آدمی کبھی تو ساری رات عبادت کرے اور کبھی تو فجر بھی نہ پڑھے وہ آدمی ترقی نہیں کر سکتا۔

تہجد روحانی ترقی کے لئے ضروری ہے:

میں اس لئے کہا کرتا ہوں کہ اس لائن کے چلنے والوں کے لئے تہجد ضروری ہے۔ کیوں کہ اس وقت میں ایک کیفیت ہوتی ہے اور وہ کیفیت آدمی پر جب آتی ہے تو وہ آدمی اللہ تعالی سے راز و نیاز کی بات کرتا ہے، اللہ کے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے اس وقت کوئی دیکھنے والا نہیں ہوتا۔

نماز تو ہم پڑھتے ہیں، لوگ دیکھتے ہیں، تہجد ایک ایسی عبادت ہے جب سب لوگ سوئے ہوئے ہوتے ہیں اور پھر اللہ تعالی اس پر کتنا خوش ہوگا جو نرم وگرم بستر چھوڑ کر اللہ کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا اور سارے لوگ آرام کر رہے ہیں گھر کے لوگ اور وہ اللہ کی عبادت میں (مشغول ہے)

تہجد کتنی رکعت پڑھے:

زیادہ بڑی عبادت نہ کرے، چار رکعت پڑھ لے، آٹھ رکعت پڑھ لے، زیادہ ٹائم ہو تو زیادہ پڑھ لے، اس کے بعد توبہ واستغفار کرے اللہ سے مانگ لے، تو اللہ کے خزانوں میں کوئی کمی نہیں وہ تو نہایت ہی رحیم ہے، اس لئے اس کی کوشش کریں اور اللہ تعالی سے یہ بھی دعا کریں کہ اللہ میری جتنی بھی بد اخلاقیاں ہیں ان کو تو اپنے فضل سے دور کر دے یعنی اعتدال پر آجائیں۔

صحبت شیخ ضروری ہے:

اور حقیقی بات یہی ہے کہ اپنے شیخ کی صحبت اختیار کرے، ذکر وفکر کرے، تو انسان کے اندر ایک تغیر آتا ہے۔

اللہ پاک تو اس پر قادر تھا کہ ہر ایک کو قرآن پاک چھپا ہوا دے دیتا اور کہتا پڑھو، ہر زبان میں دے دیتا اور کہتا کہ پڑھو اور اس پر عمل کرو، مگر باطن کے درست کرنے کے لئے اپنی جنس کا آدمی چاہئے جنس ہوگی تو اسے دیکھے گا کہ یہ اٹھتا کیسا ہے، بیٹھتے کیسا ہے۔

عقل مند مرید:

اسی لئے کہتے ہیں کہ عقل مند مرید وہ ہوتا ہے جو اپنے شیخ کو دیکھ پر اپنے اعمال درست کر لے۔

اور جس کو کہنا پڑے کہ تو نے یہ کام نہیں کیا وہ کام نہیں کیا، یہ عقل مند نہیں ہے یہ تھوڑا سا عقل کا موٹا ہے۔

ورنہ تو اپنے شیخ کو دیکھے کہ وہ نماز کس طرح پڑھتے ہیں وہ کس وقت کون سی عبادت کرتے ہیں، اسی طریقہ پر اپنے آپ کو ڈھال لے، بس یہ آسان حل ہے اور اس میں آدمی جلد ترقی کر جاتا ہے

ہمارے ہاں فیض بطریق جذب ملتا ہے:

اس لئے حضرت گنگوہیؒ ارشاد فرماتے ہیں: ہمارے ہاں فیض جو ملتا ہے وہ بطریق جذب ملتا ہے بطریق ذکر نہیں۔ ذکر سے اس میں مضبوطی پیدا ہوتی ہے، مگر جذب ہو۔

جذب کیا ہوتا ہے؟:

جس طرح صحابہ کرامؓ کو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے ساتھ جذب تھا، اس لئے صحابہ کرامؓ لمبے چوڑے ذکر اذکار نہیں کرتے تھے، مگر ان کو اس جذب کی وجہ سے اللہ تعالی نے ان کو وہ بلندہ عطا فرمائی بعد میں امت کے قطب الاقطاب بھی ان کی خاک پا کو بھی نہیں پہنچ سکتے۔

حضرت سیدنا امیر معاویہؓ افضل ہیں یا عمر بن عبد العزیزؒ:

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ سے ایک آدمی نے پوچھا کہ:

حضرت اُمیر معاویہؓ افضل ہیں یا عمر بن عبدالعزیز؟

(عمر بن عبدالعزیز بنوامیہ میں سے تھے،اوران کوبعضوں نے خلیفہ راشد بھی قرار دیا ہے،منہ)

توحضرت عبداللہ بن مبارکؒ نے فرمایا کہ:

جس گھوڑے پر بیٹھ کر امیر معاویہؓ نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے ساتھ مل کر جہاد کیا تھا ،میدان جہاد میں جوگرد وغبار اڑی اور اس گھوڑے کے نتھنوں میں پڑی،عمر بن عبدالعزیز تواس کے برابر بھی نہیں ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کے جواب نے بتا دیا کہ صحبت سے یہ کمال حاصل ہوا اور نہ امیر معاویہؓ تومسلمان آٹھ ہجری میں ہوئے مگر صحابی رسولؐ ہیں یہ کمال اس سے حاصل ہوا۔بعد والے اس کو حاصل نہیں کر سکتے۔

جتنی اصلاح شیخ کی صحبت سے ہوتی ہے اتنی اصلاح ذکر وفکر،مراقبوں سے نہیں ہوتی۔ ہاں!اگر وہ شیخ کی صحبت میں بیٹھنے والا اوران کی خدمت میں رہنے والا ہے،پھر یہ مراقبہ اس کی ترقی کا ذریعہ بن جائے گا یہ ذکر اس کی ترقی کا ذریعہ ہوگا پھراس میں مضبوطی آئے گی اور اس کواختیار کرنا چاہئے جہاں تک ہو سکے۔

صحبت شیخ پر حضرت تھانویؒ کا قول:

حضرت تھانویؒ فرماتے تھے :اگر تمہارے پاس فرصت ہے تواپنے شیخ کی دہلیز پر جا کر پڑ رہو اور پھر وہاں سے اس وقت نکلو جب اللہ کے بن جاؤ۔

آج کے دور میں کرنا کچھ نہیں ہے،نہ پیر کو پتہ ہے مرید کہاں ہے نہ مرید کو پتہ ہے کہ پیر کہاں ہے تو اب ترقی کس طرح ہوگی۔

حضرت تھانویؒ کا اپنا فعل:

حضرت تھانویؒ چھ مہینے کے لئے گئے تھے تو حضرت حاجی صاحبؒ نے پانچ مہینے کے بعد فرمایا کہ: تمہارا کام ہو گیا اب جاؤ۔

چھ مہینے کا عزم لے کر گئے تھے مکہ مکرمہ، تو صحبت اختیار کی نا؟ تو صحبت کتنی اختیار کی؟

حضرت خلیل پاشاؒ کی زیارت:

حضرت حاجی صاحبؒ نے فرمایا کہ: اشرف علی! (ایک بزرگ اس وقت مکہ مکرمہ میں تھے) خلیل پاشا (ان) کی زیارت کر آؤ کسی دن جا کر۔

اب دیکھیں شیخ کہہ رہا ہے اپنے متعلق کو کہہ رہا ہے، تو خیر! بات آئی گئی ہو گئی، کچھ دنوں کے بعد حاجی صاحب نے پوچھا: اشرف علی گئے تھے تم زیارت کرنے؟ چپ ہو گئے۔

پوچھا گئے نہیں تم خلیل پاشا کی زیارت کرنے؟

مولانا تھانوی صاحبؒ نے فرمایا کہ: میرے تو خلیل پاشا آپ ہیں، مجھے کیا ضرورت پڑی وہاں جانے کی۔

ایک قطب دیکھا ہے:

حضرت تھانویؒ نے کسی نے کہا کہ: آپ نے بہت کتب دیکھی ہوں گی؟

انہوں نے کہا کہ: میں نے بہت کتب نہیں دیکھیں، البتہ ایک قطب دیکھا ہے، وہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کو دیکھا ہے۔

تربیت تو ان کی ساری حضرت گنگوہیؒ نے کی۔

شیخ کو جس درجہ کا سمجھے گا ویسا فیض پائے گا:

تو اصل یہ ہے کہ آدمی اپنے شیخ کو جس درجہ کا سمجھے گا اللہ تعالی اسے ویسے ہی فیض عطا کرے گا، کیوں کہ اللہ تعالی نے دنیا کے اندر یہ نظام رکھا ہے اگر وہ چاہتا تو ڈائرکٹ کہہ

دیتا کہ تم میرے ہو، میں تمہارا ہوں۔ تمہیں پیر کے پاس جانے کی کیا ضرورت پڑی، مگر اللہ تعالی کی سنت اللہ یوں ہی جاری ہے، ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام اسی بنیاد پر آئے اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور انہوں نے امت کو خبر دی اور فرمایا کہ: یہ میرے وارث ہیں۔

وارث وہی ہوتا ہے جو اس کے کام کو کرتا ہے اور اس کے بعد اس سے وہی فائدہ حاصل ہو جو صحابہ کرام ؓ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے پاس حاصل ہوا۔

تو اللہ پاک ہم سب کو سمجھ عطا فرمائے اس کی پوری کوشش کرنی چاہیئے ، اور اللہ سے زیادہ سے زیادہ تعلق بنانا چاہیئے۔

میرے عزیز دوستو! وقت تھوڑا ہے یہ مت سمجھو ، ساٹھ، ستر سال جئیں گے۔ اگر ہم سو سال بھی جئیں تب بھی تھوڑا ہے۔

ہم کس سے تعلق بنانا چاہتے ہیں، اللہ پاک سے نا؟ تو اللہ پاک کی ذات تو بہت بڑی ہے اس کے لئے تو اربوں کھربوں سال بھی ہوں تو تب بھی بہت کم ہیں۔

اس لئے اللہ تعالی نے ہمیں تھوڑی سی مدت دی ہے، اس دنیا میں بھیجا ہے تھوڑا سا وقت ہے ہمارے پاس۔ اس میں ہم زیادہ سے زیادہ کوشش کریں اللہ پاک سے تعلق بنانے کی۔

اور اللہ پاک سے تعلق بنانا کوئی لمبا چوڑا مسئلہ نہیں ہے، صرف اس کے سامنے عاجزی ہے اگر ہم عاجزی کو اختیار کر لیں تو اللہ پاک کا تعلق حاصل ہو جاتا ہے۔

اس راستے کا نامراد بامراد ہے:

ہمارے حضرت صوفی صاحب نور اللہ مرقدہ فرمایا کرتے تھے کہ: اس راستے کا نامراد بامراد ہے۔ جس کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی کہ میں اپنے رب کو پا نہیں سکا۔ تو یہی پاتا ہے اگر کسی کے اندر یہ بات بیٹھ گئی کہ میری کوئی حیثیت نہیں ہے تو یہی کامیابی ہے بل کہ وہ اس بات کو ہی بھول جائے کہ میرے اندر یہ بات پیدا ہوئی ہے کہ میں کوئی شئے نہیں ہوں۔ میری

حیثیت کچھ نہیں ہے، سمجھ لے کہ یہ آدمی کامیاب ہے۔

تواضع کے رنگ میں تکبر:

اگراس کومعلوم ہے کہ میں نے اپنے کواتنا مٹالیا ہے اتنا لوگوں نے نہیں مٹایا تو یہ آدمی متکبر ہے، تکبر کا رنگ بدلا ہے۔

حضرت حکیم الاسلام قاری محمد طیب قدس اللہ سرہ کا واقعہ:

قاری محمد طیب صاحبؒ جب حضرت تھانویؒ سے بیعت ہوئے توانہوں نے حضرت تھانویؒ سے عرض کیا کہ: مجھ میں کچھ تکبر محسوس ہورہا ہے۔ مہتمم صاحب کے بیٹے تھے، مہتمم بھی تھے، تو مہتمم صاحب کا تکبر ماشاء اللہ اعلی درجہ کا ہوتا ہے۔

حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ: دور ہوسکتا ہے اگر بات مانو، انہوں نے فرمایا کہ: کیا؟

انہوں نے فرمایا کہ: نمازیوں کی جوتیاں سیدھی کیا کرو۔

دارالعلوم دیوبند کے مہتمم اوران کے استاد کے پوتے۔ یہ بات میں نے خودسنی ہمارے کبیروالا میں تشریف لائے تھے۔

تومیں جوتیاں سیدھی کرتا تھا جونئی نئی جوتیاں ہوتی تھیں وہ پہلے سیدھی کرتا تھا اور پرانی جوتیوں کو بعد میں کرتا تھا توحضرت تھانویؒ سامنے بیٹھے دیکھ رہے ہوتے تھے ایک دن فرمایا کہ: قاری صاحب پرانی جوتیوں کو پہلے سیدھا کیا کرو۔

اب میں نے پرانی جوتیاں پہلے سیدھی کرنی شروع کردیں۔

چند دن بعد حضرت نے فرمایا کہ: بس چھوڑ دو۔ قاری صاحب نہیں سیدھی کیا کرو۔

میں نے کہا: حضرت! مہربانی فرمائیں مجھے یہ کام کرنے دیا کریں۔

حضرت نے فرمایا کہ: پہلے تکبر تھا، تکبر کے رنگ میں اب زیادہ خطرناک تکبر ہوگیا ہے، اب تواضع کے رنگ میں ہے۔

اگر تکبر نکل گیا ہوتا تو میرے کہنے پر فورا کہہ دیتا کہ ٹھیک ہے، اب سیدھی نہیں کروں گا۔

اب جو کہہ رہا ہے کہ سیدھی کرنے دو۔ ہاتھ بھی جوڑ کر کہہ رہا ہے۔ یہ تکبر تواضع کے رنگ میں ہے۔

کیوں کہ نفس کے اندر جو چیز ہے اسے چھوڑتا نہیں، آگے جو سمجھ دار ہے تو اسے پتہ چلتا ہے۔

تو جو آدمی برائی کو برائی سمجھتا ہے اس کا علاج آسان ہے اور جو آدمی برائی کو برائی نہیں سمجھتا اور رنگ دیتا ہے اس کو، تو اس کا علاج مشکل ہوتا ہے۔

اس لئے بدعت کرنے والا اپنے کو گناہ گار نہیں سمجھتا اس لئے اس سے توبہ نہیں کرتا۔

زنا کرنے والا، شراب پینے والا، چوری کرنے والا اپنے آپ کو گناہ گار سمجھتا ہے وہ اس سے توبہ کر لیتا ہے اس لئے اللہ کے رسول نے یہ نہیں کہا کہ: زانی آدمی جہنم میں جائے گا۔ بل کہ یہاں تک فرمایا، ابوذر غفاریؓ نے ایک دفعہ پوچھا: یارسول اللہ! زانی آدمی بھی جنت میں جائے گا؟

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں

انہوں نے پھر پوچھا: یارسول اللہ! زانی آدمی بھی جنت میں جائے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں

پھر تیسری مرتبہ پوچھا: یارسول اللہ! جنت میں جائے گا؟

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں

چوتھی مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: چاہے ابوذرؓ ناک ہی کیوں نہ رگڑے، وہ جنت میں جائے گا۔

کیوں کہ اس کا ایمان اپنے کو گناہ گار سمجھتا ہے وہ توبہ کر لے گا، اس کا ایمان بھی خارج ہو جاتا ہے، جب وہ توبہ کر لیتا ہے تو لوٹ آئے گا۔

تکبر کا احساس بہت کم ہوتا ہے:

مگر تکبر ایسا مرض ہے جس کا احساس بہت کم ہوتا ہے، اس لئے کہتے ہیں کہ تواضع کے رنگ میں تکبر ہوتا ہے۔

ایک آدمی آیا اور آخر میں بیٹھ گیا، اس کے دل میں آیا کہ مجھے تو چاہئے تھا کہ آگے آ کر بیٹھتا تو یہ بھی تکبر کی وجہ سے اس کے دل میں آیا ہے۔

آگے تیری حیثیت کیا تھی، اپنی کچھ حیثیت سمجھی ہے نا؟ تبھی تو یہ سوچ رہا ہے، مجھے آگے بیٹھنا چاہئے تھا میں یہیں بیٹھ جاتا ہوں، تو یہ تکبر تواضع کے رنگ میں ہوتا ہے۔

روحانی ناک:

اس لئے ایک بزرگ فرماتے تھے کہ: روحانی ناک کھلا ہو تب مرید آ کر جھوٹ بولتا ہے تو اس کی بدبو محسوس ہوتی ہے البتہ چوں کہ وہ پردہ پوشی کرتا ہے اور کہتا نہیں ہے کہ تو جھوٹ بول رہا ہے تو ہاں، ہوں کر لیتا ہے مگر اس کو پتہ چل جاتا ہے کہ یہ آدمی جھوٹ بول رہا ہے۔

خواب سنانے والے:

یہ خواب سناتے ہیں تو پتہ چل جاتا ہے کہ یہ خواب میں کہاں کہاں پر ڈنڈی مار رہا ہے، کیوں کہ خواب کچھ آیا ہوتا ہے کچھ بنایا ہوتا ہے تو یہ پتہ چل جاتا ہے مگر ہر ایک کو نہیں پتہ چلتا۔

ذکر قادریہ راشدیہ ومناجات

سلسلہ عالیہ قادریہ راشدیہ کا ذکر چوں کہ عشاء کی نماز کے بعد ہوتا ہے تو رات کی مجلس میں عام پر سلسلہ عالیہ قادریہ راشدیہ کا ذکر فرماتے اس سے پہلے اس طرح ایصال ثواب کرنے کے لئے فرماتے:

ایک مرتبہ الحمد شریف پڑھ کر تین مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ان

کے واسطے سے ہمارے تمام مشائخ۔(کو ایصال ثواب پہنچنے کی نیت کرلیں)

اس کے بعد ذوق وشوق کے ساتھ،(زیادہ اونچی آواز سے نہیں) درمیانی آواز سے میرے ساتھ ساتھ ذکر کریں گے۔

اس کے بعد ذکر کرایا۔اور پھر دعا ہوئی۔

مناجات

حضرت مولانا عبدالغفار قدس اللہ سرہ

الحمدلله رب العالمين ،الحمدلله رب العالمين اللهم صل على سيدناومولانامحمدوعلى آل سيدناومولانامحمد صلاة تنجينابهامن جميع الأهوال والآفات وتقضى لنابهاجميع الحاجات وتطهرنا بهامن جميع السيئات وترفعنابهاأعلى الدرجات وتبلغنابها أقصى الغايات من جميع الخيرات فى الحياة وبعد الممات إنك على كل شيء قدير

ياأرحم الراحمين ياأرحم الراحمين ياأكرم الأكرمين يارب العالمين

اے اللہ ہم تیرا شکر ادا کرتے ہیں، اللہ! تو نے ہم سب کو ایمان کی دولت عطا فرمائی اپنے پاک حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں پیدا فرمایا، اے اللہ! ظاہری وباطنی بے شمار نعمتوں سے نوازا۔اے اللہ! ہم سب کو شکر حقیقی نصیب فرما۔اے اللہ! ہمیں اپنی رضا والے اعمال میں چلنے والا بنادے، اے اللہ! نامرضیات والے اعمال سے بچنے والا بنادے یا أرحم الراحمین یااللہ! ہم سب کو اپنی محبت ومعرفت عطا فرما اے اللہ! ہم سب کے سارے گناہ معاف

فرما۔اے اللہ !ہمارے ظاہری وباطنی گناہ معاف فرما۔ہمارے ،ہمارے احباب کے،دوست،تعلق محبت والوں کے،سب کے گناہوں سے درگذر کا معامل فرما۔پوری امت کی مغفرت فرما۔یا أرحم الراحمین ہمیں نبی کریم ﷺ کی محبت کامل اتباع کے ساتھ نصیب فرما،آقا دوجہاں ﷺ کو اپنی اور ان کی شایان شان بہترین جزائیں عطا فرما۔صحابہ کرامؓ ،اہل بیت ،بزرگان دین،علما،صلحا،مجتہدین،محدثین،ہمارے اساتذہ ،مشائخ ،الشیخ نور اللہ مرقدہ ،حضرت صوفی صاحب رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے درجات بلند فرما۔اے اللہ !اور جتنے مشایخ اہل حق موجود ہیں ان کی عمروں میں برکت عطا فرما۔

یا اللہ!مسلمانان عالم کی عزت کی ،آبرو کی ،مال کی ،جان کی ،جاہ کی ،حفاظت فرما،اہل کفر کو مغلوب فرما،أہل اسلام کو غلبہ نصیب فرما

اے اللہ!مظلوموں کی مدد فرما

یا اللہ!تمام ممالک اسلامیہ کی حفاظت فرما بالخصوص حرمین شریفین کی حفاظت فرما،وہاں والوں کو اپنی مرضیات پر چلا،نامرضیات سے حفاظت فرما

اے اللہ!ہمیں ایمان واحتساب کے ساتھ حاضری کی توفیق نصیب فرما اور بار بار نصیب فرما

یا اللہ!بیماروں کو شفائے عاجلہ،کاملہ،مستمرہ عطا فرما،پریشان حالوں کی پریشانیاں دور فرما،مقروضوں کے قرضوں کی ادائے گی کے اسباب مہیا فرما،بے روزگاروں کو رزق حلال وسعت کے ساتھ عطا فرما

یا اللہ!جو بے اولاد ہیں انہیں نیک وصالح اولاد عطا فرما۔

یا أرحم الراحمین ،یا اللہ!اپنے فضل وکرم سے جتنے بھی دوست احباب آئے ہیں،اللہ ان کے نیک مقاصد میں کامیابی عطا فرما،جائز حاجتوں کو اپنے فضل سے پوری فرما اور سب کو اپنی محبت ومعرفت نصیب فرما،ظاہری وباطنی اصلاح کی توفیق عطا فرما۔

اے اللہ! ہمیں اپنا ایسا بندہ بنا جو تجھ کو پسند آئے۔

یااللہ! تو ہمیں اپنے محبوبین، مقبولین بندوں میں شامل فرما۔

یااللہ! ہمیں نفس وشیطان کے مقابلے کی ہمت وقوت عطا فرما۔

اے اللہ! تو مہربانی اور کرم کا معاملہ فرما کر ہمیں اپنا سچا، پکا بندہ بنالے۔

یارب العالمین، یااللہ! ہم میں سے کسی کو محروم نہ فرما۔

اے اللہ! ہم کمزور ہیں، ہم عاجز ہیں، نالائق ہیں، بدکار ہیں، یااللہ! جیسے کیسے ہیں تیرے بندے ہیں تو مہربانی فرما ہمیں اپنے سچے بندوں میں شامل فرما۔

اے اللہ! ہم میں سے کسی کو بھی محروم نہ فرما۔ ہمیں اور ہمارے اہل خانہ کو ہمارے دوست احباب کو سب کو اس میں شامل فرما

یارب العالمین، اے اللہ! جو کچھ ہم نے مانگا ہے وہ بھی عطا کر اور جو نہیں مانگ پائے وہ بھی عطا فرما۔

اے اللہ! جن دوستون کی مشکلات ہیں انہیں اپنے فضل سے دور فرما۔

اے اللہ! دنیا بھی ہماری آسان کردے، اے اللہ! آخرت بھی ہماری آسان فرما۔

اے اللہ! بلاحساب ہمیں جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے گا۔

یارب العالمین، اے اللہ! حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے پڑوس میں ہمیں جنت الفردوس عطا فرمائے گا۔

اے اللہ! ہم میں سے کسی کو بھی محروم نہ فرمائے گا۔

یااللہ! ہماری حاجتوں کو تو ہم سے بہتر جانتا ہے، اے اللہ! جتنے لوگ تیرے سے مانگ رہے ہیں، یا جنہوں نے اب تک مانگا ہے، یااللہ! یا آئندہ قیامت تک مانگیں گے، یااللہ! وہ سب کچھ ہم مانگتے ہیں، ہمیں عطا فرما۔

اے اللہ! تو مہربانی اور کرم کا معاملہ فرما کر ہمیں صراط مستقیم پر چلنے والا بنا، جب تک دنیا میں رہنا مقدر ہے ایمان پر ڈٹے رہیں، اے اللہ! جب دنیا سے جانا مقدر ہو، خاتمہ ایمان

کے ساتھ، مدینہ منورہ میں موت آئے، جنت البقیع میں دفن ہوں (۱) اے اللہ! تیرے محبوب ﷺ کی شفاعت نصیب ہو، تو ہم سے ہم تجھ سے راضی ہوں۔

یا اللہ! تو ہم سب کے لئے خیر کا فیصلہ فرما۔

یا اللہ! ہم سب کی سب سے بڑی حاجت یہ ہے کہ تو ہم سب سے راضی ہو، ایسا راضی ہو پھر کبھی ناراض نہ ہوئے گا۔

یا اللہ! جنہوں نے اس محفل کو منعقد کیا ان کو، ان کے اہل خانہ کو، دوست احباب کو، تعلق محبت والوں کو سب پر رحمتیں نازل فرما، اہل علاقہ پر بھی رحمتیں نازل فرما۔

اے اللہ! تمام پاکستان پر رحمتیں نازل فرما، اے اللہ! محروم نہیں فرما۔

یا رب العالمین، یا اللہ! آپ کے حبیب ﷺ نے جتنی خیر کی دعائیں مانگیں، ہم مانگتے ہیں ہمیں عطا فرما، جن شرور وفتن سے آپ کے حبیب ﷺ نے پناہ مانگی ہے ہم مانگتے ہیں ہمیں پناہ عطا فرما۔

وأنت المستعان وعليك البلاغ ولا حول ولا قوة إلا بالله وصلى الله تعالى على خير خلقه سيدنا محمد وآله وصحبه أجمعين

تمت وعمت

راقم الحروف کا حضرت قدس سرہ سے آخری مکالمہ

حضرت مولانا محمد عبد الغفار صاحب نور اللہ مرقدہ نے کراچی کے آخری سفر میں حضرت قطب دوراں مولانا محمد أمیر علوی میرٹھی سے بیعت کی تھی اور حضرت علوی صاحب زید مجدہ نے حضرت مولانا محمد عبد الغفار صاحب کو سلسلہ شاذلیہ میں خلافت بھی دی تھی۔

حضرت مولانا محمد أمیر علوی صاحب دامت فیوضہم علینا نے راقم الحروف سے فرمایا کہ

(۱) یہ دعا تو اللہ رب العزت نے قبول فرمالی، اور اللہ رب العزت کی بارگاہ عالی سے امید ہے کہ اگلی دعا بھی قبول فرمالی ہوگی۔

:جضرت مولانا عبدالغفار کوجلدی سے میں نے خلافت نامہ سلسلہ شاذلیہ کا لکھ کر دیا ہے ان کے لئے سند بنوا کر بھیجنی ہے، سند بنوائی گئی اور اس پر حضرت کے والد گرامی کے نام کا مسئلہ تھا کہ ان کا نام کیا ہے راقم الحروف نے حضرت علوی صاحب زید مجدہ سے عرض کی کہ: غلام نبی تھا یا غلام علی بندہ کو صحیح یاد نہیں۔ حضرت علوی صاحب نے فرمایا کہ: آپ ان سے پوچھ کر بتادیں اور یہ بھی کہ وہ ابھی پاکستان میں ہیں یا مدینہ منورہ میں۔

راقم نے ۲۰ فروری ۲۰۲۰ کو حضرت سے رابطہ کیا تو رابطہ نہ ہوسکا تو وٹساپ پر وائس میسج پر حضرت کے والد کے استفسار کا میسج کیا۔

حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیریؒ کا شجرہ طریقت:

حضرت مولانا محمد عبدالغفار صاحبؒ نے کافی عرصہ قبل راقم کے ذمہ لگایا تھا کہ حضرت شاہ صاحبؒ کا شجرہ طریقت حضرت سید کرمانی سے اوپر کا تلاش کرکے لائیں۔ کافی عرصہ کی تگ ودو کے بعد گذشتہ ماہِ صیام میں راقم نے ایک مخطوطہ میں ان کا شجرہ پایا جو حضرت کو ارسال کردیا۔

اس سفر میں حضرت نے فرمایا کہ: اس شجرہ کو مکمل کردیا؟

تو بندہ نے عرض کیا کہ مکمل تو ہے مگر کچھ وجوہات کی بنا پر رکا ہوا ہوں۔

حضرت نے فرمایا کہ: مجھے بھیج دینا۔

راقم اپنی مصروفیات کی وجہ سے بروقت حضرت قدس اللہ سرہ کو نہیں بھیج سکا تو ۲۱ فروری کو حضرت کو وہ شجرہ وٹساپ پر بھیج دیا۔

حضرت قدس سرہ کا جواب:

۲۲ فروری ۲۰۲۰ کو حضرت قدس اللہ سرہ کا ایک منٹ چودہ سیکنڈ کا پہلا پیغام آیا جس میں حضرت نے قلمی شجرہ پر نقد وارد کرتے ہوئے پہلے میسج کا بھی جواب دیا تھا کہ میرے والد

کا نام غلام نبی تھا۔

مدینہ منورہ میں ہوں :

اس کے بعد ۹ سیکنڈ کا ایک میسج اور تھا جس میں حضرت نے فرمایا کہ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں اس وقت مدینہ منورہ میں ہوں۔ الحمدللہ علی ذلک۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

حضرت کا رفیقی صاحب کے شجرہ پر نقد :

آپ کا شجرہ پر جو لکھا ہے وہ میں نے دیکھا ہے۔ اس کے بارے میں بات عرض یہ ہے کہ جو رفیقی صاحب نے شجرہ لکھے ہیں۔ اس میں خلط ملط بہت زیادہ ہے۔ ان کو اس کا ادراک نہیں ہوا، یا ان کو یہ بات پہنچی نہیں۔ جیسا کہ انہوں نے حمزہ کشمیری کا شجرہ دیا ہے۔ اس میں اتنے سارے یہ نام ہیں ہی نہیں سرے سے۔ اوراسی طرح جو سید احمد کرمانی کا شجرہ دیا ہے۔ اس میں بھی ایسا نہیں ہے۔ تو میں نے آپ کے لئے ایک تحریر لکھی ہے۔ تو اس میں شجرہ کی دو تین صورتیں لکھ دی ہیں میں نے۔ جو حقیقۃً ہو سکتی ہیں۔ اور اُس (رفیقی صاحب کے شجرہ میں) میں جتنے نام ہیں ان کا واسطہ نہیں ان کے نام بھی صحیح نہیں لکھے ہوئے۔

ذیل میں حضرت قدس اللہ سرہ کی تحریر درج کی جاتی ہے:

حضرت حمزہ کشمیری کا درست شجرہ :

ذیل میں حضرت حمزہ کشمیری قدس سرہ کا درست شجرہ درج ذیل ہے:

۱) حضرت حمزہ از حضرت سید جمال الدین بخاری اچوی قدس سرہ از اُخیہ حضرت سید عبدالوھاب بخاری اچوی ثم دھلوی از اپنے دادا حضرت سید صدرالدین بخاری، المعروف سید راجو قتال اچوی از حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت از حضرت رکن الدین ابوالفتح ملتانی از صدرالدین عارف ملتانی از حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی۔

۲) حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت نے اپنے والد سید احمد کبیر بخاری از اپنے والد جلال الدین حسین سرخ بخاری از شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی قدس سرہ۔

حضرت سید احمد کرمانی کا شجرہ:

۱) سید احمد کرمانی از سید جلال الدین بخاری از اپنے بھائی سید قطب الدین بخاری از اپنے بھائی سید حامد کبیر بخاری از اپنے والد سید ناصر الدین محمود بخاری از مخدوم جہانیاں جیاں گشت بخاری از ابوالفتح رکن الدین ملتانی از صدر الدین عارف ملتانی از حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی۔

نیز حضرت سید حامد کبیر بخاری اپنے داد حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے بھی خلیفہ ہیں، اس کو لیں تو پھر واسطے چھ بنتے ہیں۔

نیز اس شجرہ میں سید جلال الدین ،سید قطب الدین ،اور سید حامد کبیر یہ تینوں بھائی ہیں۔

۲) حضرت سید احمد کرمانی از حضرت سید جلال الدین بخاری از ابیہ سید علم الدین بخاری از ابیہ سید ناصر الدین محمود بخاری از مخدوم سید جلال الدین حسین المعروف مخدوم جہانیاں جہاں گشت از ابوالفتح رکن الدین ملتانی از صدر الدین عارف ملتانی از بہاء الدین زکریا ملتانی۔ یہ چھ واسطے بنتے ہیں۔

یہ یاد رہے کہ حضرت حمزہ کشمیری کے شجرہ میں پہلے دو نام: حضرت سید جمال الدین بخاری ،حضرت سید عبدالوھاب بخاری دہلوی جب اوچ میں قحط پڑا تو یہ دونوں بھائی ترک سکونت کر کے دھلوی چلے گئے تھے۔

سید احمد کرمانی کے شجرہ میں جو سید جلال الدین ہیں یہ بھی اوچ سے بٹالہ چلے گئے تھے اور سید احمد کرمانی بھی ہندوستان سے کشمیر تشریف لائے تھے۔

نوٹ :

رفیقی صاحب کی کتاب میں نام غلط لکھے ہوئے ہیں اور یہ بھی یاد رہے کہ: حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے بیٹے سید ناصر الدین محمود کے ۲۵ بیٹے تھے اور ابوعبداللہ کنیت بھی سید ناصر الدین محمود بخاری کی ہے۔

مختصر سفر سندھ کی چند یادیں

یاد پڑتا ہے کہ مخدوم ومکرم حضرت مولانا محمد عبدالغفار قدس اللہ سرہ پہلی زیارت ۲۹ ربیع الاول ۱۴۳۲ھ بمطابق ۶/مارچ ۲۰۱۱م بروز ہفتہ کو حضرت علیہ الرحمہ کے قدیم خلیفہ حضرت مولانا مفتی تنویر احمد صاحب زید مجدہ کے دولت کدہ پر ہوئی۔عشاء کے بعد کا وقت تھا،مختصر سی ملاقات کے بعد اگلے دن حضرت قبلہ والد صاحب ،مفتی جعفر کا غانی،اسرار الحق (راقم کا بھتیجا) سب گئے ،اسرار الحق کی بسم اللہ کرائی اور اسے الف سے جیم تک پڑھایا۔ اور فرمایا کہ:

ہمارے حضرتؒ جب پاکستان آتے تو بہت سے لوگ اپنے بچوں کو باسم اللہ کرانے کے لئے لاتے ،مگر یہ میرا پہلا اتفاق ہے۔

اس کے بعد دعا کرائی اور مٹھائی تقسیم فرمائی اور تقریبا حضرت علیہ الرحمہ کا قیام پانچ دن رہا۔ان پانچ روز میں حضرت کے پاس ناظم آباد سے ملیر مستقل جانا ہوتا تھا اور حضرت بھی مکمل لطف وعنایت فرماتے تھے۔آخر میں حضرت نے بندہ کو اپنا ایک جوڑا عنایت فرمایا اور فرمایا کہ:

یہ تبرک کے لئے نہیں، پہننے کے لئے ہے(۱)

---

۱)اس کے علاوہ حضرت قدس سرہ کو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ کی خانقاہ شریف (بغداد) کے سجادہ نشین کا جبہ بھی پہنچا تھا جو حضرتؒ نے کمال شفقت فرماتے ہوئے راقم کو عنایت فرمایا۔

آخری (جمعرات کے) دن جب حضرت تشریف لے جارہے تھے، حضرت علیہ الرحمہ سے معانقہ کیا، تو حضرت علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ:

دوسری گاڑی میں اس کے لئے جگہ بناؤ، مولانا لاہوریؒ کے آخری خلیفہ مولانا محمد حسن عباسیؒ سے ملاقات کرنی ہے۔

دوسری گاڑی میں راقم کے لئے جگہ بنائی گئی، گاڑی کراچی سے نکلی، نوری آباد، حیدرآباد، شہداد پور سے ہوتے ہوئے شاہ پور چاکر میں حضرت مولانا محمد حسن عباسیؒ کے مدرسے میں داخل ہوئی۔ مولانا محمد حسن عباسیؒ کے بیٹے مولانا عبدالستار صاحب سے ملاقات ہوئی اور مولانا عبدالجبار صاحب سے اور حکیم محمود الحسن صاحب سے اور مولانا محمد احمد حسن صاحب سے ملاقات ہوئی، اور مولانا احمد حسن کے بیٹے سے بھی ملاقات ہوئی، انہوں نے حضرت علیہ الرحمہ کا تعارف پوچھا، باتوں سے بات نکلی تو انہوں نے کہا کہ: آپ کا نام تو حضرت (عباسیؒ) کے خلفا کی فہرست میں ابھی تک درج نہیں ہوا ہے۔

حضرت نے فرمایا کہ: مجھے جو اپنا شجرہ حضرت مولانا محمد حسن صاحب علیہ الرحمہ نے عطا کیا تھا اس میں تاریخ وغیرہ سب لکھی ہے۔

حضرت مولانا محمد حسن عباسیؒ سے ملاقات:

بعد از ظہر حضرت مولانا حسن عباسیؒ سے ملاقات ہوئی، حضرت نے ایک نصیحت فرمائی کہ:

اللہ سے دعا کرو کہ اللہ ناراض نہ ہونا، ہم سے اپنی چٹائی نہ چھیننا۔

ایک عبرت ناک قصہ:

پھر حضرت عباسی قدس اللہ سرہ نے ایک عبرت ناک قصہ بیان فرمایا کہ:

ہمارے ایک استاذ دار العلوم دیوبند کے فاضل تھے، پیر جھنڈا میں پندرہ سال پڑھایا تھا، ایک مرتبہ میں نے ان کو اخبار میں دیکھا کہ داڑھی منڈھی ہوئی ہے۔ میں نے دل میں سوچا

کہ شکل وصورت تو میرے استاد جیسی لگتی ہے، مگر حلیہ کچھ تبدیل ہے۔

کچھ عرصہ بعد وہ استاد میرے پاس آئے اور کہا کہ: میں ایک اسکول میں عربی ٹیچر ہوں اور ایک کالج کی لڑکی پر عاشق ہو گیا ہوں۔ دعا بھی کرو اور تعویذ بھی دو۔

حضرت عباسی صاحب قدس اللہ سرہ نے فرمایا کہ: وہ میرے استاذ تھے اور یہ کہہ رہے تھے، میں نے ان کو کہا کہ: میں یہ کام نہیں کرتا۔

پھر جب ان (استاد) کا انتقال ہوا تو ان کے بے ان کے گرد سورۂ یاسین پڑھ رہے تھے اور وہ محبوبہ محبوبہ کی آوازیں لگا رہے تھے۔ یہاں تک کہ انتقال ہو گیا۔

ہم حضرت عباسی قدس اللہ سرہ کے پاس کچھ دیر تک بیٹھے رہے اور حضرت بار بار پوچھتے تھے کہ: کھانا کھایا ہے، چائے پی ہے۔

پھر ہم حضرت سے رخصت ہوئے اور کیوں کہ ہم نے کراچی آنا تھا اور حضرت علیہ الرحمہ نے کبیر والا کے لئے سفر کرنا تھا واپسی میں سعید آباد والے راستے تک ساتھ رہے، پھر اس سفر کا آخری معانقہ کیا ہم سب اپنی اپنی منزل کی طرف گامزن ہو گئے۔

موصوف قدس اللہ سرہ نے راقم الحروف کی مرتب کردہ دلائل الخیرات اور گلدستۂ درود وسلام پر تقریظ لکھی تھیں۔ ذیل میں انہیں بھی درج کیا جاتا ہے:

دلائل الخیرات پر تقریظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامدا ومصلیا ومسلما۔ امابعد! عزیز گرامی جناب مولانا مفتی احسان الحق اخوندزادہ کی جدید مرتب کردہ ''دلائل الخیرات'' بطریق حضرت خواجہ عبدالمالک صدیقی نوراللہ مرقدہ کا کہیں کہیں سے مطالعہ کیا ہے۔ ماشاءاللہ! مرتب نے اچھی کوشش فرمائی، اللہ کریم قبولیت سے نوازے اور اپنی رضا کا ذریعہ بنائے۔

ان کی خدمت میں عرض ہے کہ ان احزاب کی ابتدا سوموار (پیر) کے دن سے شروع کریں، چوں کہ سلف صالحین کا یہی طریقہ چلا آ رہا ہے کہ دلائل الخیرات پیر کے دن سے شروع کرتے ہیں اور اتوار کے دن اختتام کرتے ہیں اور مرتب نے دلائل الخیرات کو بطور وظیفہ کے پڑھنے کے لئے اجازت کی ضرورت نہیں ہوتی تاہم اسلاف کے ہاں اجازت لینے کا طریق رہا ہے اور اس سے برکت ہوتی اور روحانی فائدہ دو چند ہو جاتا ہے۔

اس میں جناب مرتب نے اپنے چند طرق اجازت بھی تحریر کئے ہیں جو دلائل الخیرات پڑھنے والوں کے لئے ان شاء اللہ مفید رہیں گے۔

بندہ سیہ کار دعا گو ہے اللہ تعالی مرتب اور تمام پڑھنے والوں اپنی معرفت اور اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کامل اتباع کے ساتھ نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فقیر إلی مولاہ الغنی الکریم

محمد عبد الغفار چشتی صابری (۱)

۱۶/۷/۱۴۴۰ ۔ ۲۴/۳/۲۰۱۹ ۔ نزیل کراچی

گلدستۂ درود و سلام پر تقریظ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بندہ سیہ کار نے آپ کی اس کاوش کو مکمل دیکھا، اللہ تعالی آپ کی اس کاوش کو قبول فرماوے۔ ماشاء اللہ یہ کاوش بہت عمدہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت پھیلانے میں آپ کا بھی شمار ہو جائے تو یہ بہت بڑی دولت ہے اور ماشاء اللہ آپ نے حوالہ جات کا بھی اہتمام

---

۱) موصوف قدس اللہ سرہ اپنے نام کے ساتھ چشتی صابری ہی لکھتے تھے، اگر آخری بیعت چوں کہ موصوف قدس سرہ کی سلسلہ نقشبندیہ وشاذلیہ میں تھی، انما الاعتبار بالخواتیم، کے بموجب نقشبندی شاذلی بھی لکھا جا سکتا ہے۔

کیاہے۔اللہ کریم کثرت درود شریف کے عمل کی پوری امت کوتوفیق نصیب فرماوے۔

آپ سے درخواست ہے کہ اپنی دعوات صالحہ میں فراموش نہ فرماویں کہ بندہ زندگی میں اعمال صالحہ کی توفیق اور حسن خاتمہ اور کامل مغفرت کا بہت زیادہ محتاج ہے۔(۱)

فقط والسلام: فقیر إلی مولاہ الغنی، محمد عبدالغفار چشتی صابری، مدینہ منورہ

۱۶/ ۱۲/ ۱۴۴۰ھ۔ ۱۷/ ۸/ ۲۰۱۹۔ یوم السبت

تمت

۱) موصوف قدس اللہ سرہ نے دوصفحات پر مشتمل کافی طویل عبارت لکھی تھی، چوں کہ گلدستۂ درود وسلام میں اس کا اختصار کردیا گیا تھا، اس لئے یہاں وہی اختصار درج کیا جاتا ہے۔

حاسد وحریص اِنسان

نتیجہ فکر: مولانا عزیزالرحمن عظیمیؔ۔ فاضل جامعہ فاروقیہ

روز مسجد میں بڑے آہ وبکا سے　　ہاتھ اٹھا کر میں یہ کہتا ہوں خدا سے

تو مجھے پیسے سے مالا مال کردے　　تاکہ میں منہ موڑلوں ارض وسما سے

میرے قدموں میں گرادے لوگ سارے　　اور بالا کر مجھے شاہ وگدا سے

ساری دنیا تو میری محتاج کردے،　　اور پھر سب کو کھلا میرے یہاں سے

بارِاِحسان سے کروں مرعوب سب کو　　پر رہوں محفوظ تا آخر ریا سے

راج میں کرتا رہوں سب پر ہمیشہ　　پھر میری اولاد، پھر پوتے نوا سے

مجھ کو دے اس واسطے ارباب عشرت　　تا بغاوت کرلوں تیرے ماسوا سے

میں بجالاؤں شکر نعمت یہ تیری　　اور محرموں کو دوں خالی دلاسے

ایک اک آجائے میرے دام میں پر　　تو بچالے مجھ کو الزامِ دغا سے

جو کماتے اور ہیں محنت سے اپنی　　وہ ملے یکمشت سب مجھ کو دعا سے

گر میری جھولی تو بھر دے زور وزر سے　　دیکھ استغنا مرا پھر مال وجاہ سے

مجھ پہ گر دولت کی بارش تو نے کردی　　تب تو یہ ظلمت بدل دوں میں ضیا سے

یہ شکم سیری کی خاطر میں نے مانگا　　دل نے کچھ مانگا نہیں شرم وحیا سے

رنگ لائیں جلد یہ میری دعائیں
یہ عظیمیؔ آرزو ہے ابتدا سے

ماخوذ از علمائے شانگلہ اوران کی علمی خدمات: ص: ۱۶۳۔۱۶۴۔ تالیف: ابوعطاء مولانا اِحسان الحق نٹوی زید مجدہ۔ ناشر: الہدی پرنٹرز، پشاور۔ اِشاعت اول: ۲۰۱۴ھ۔